عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

خاتم الانبیاء ﷺ کا سفر حج

جلد: ۳۴ | یکم تا ۷ ذوالقعدہ ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ اگست ۲۰۱۵ء | شمارہ: ۳۱

مسلمانوں کی ذلت و رسوائی کے اسباب

امیر شریعت

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

اکابر دیوبند کی نظر میں

فیس بُک

روا و ناروا استعمال

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

منہ بولا بیٹا بیٹی کے احکامات

س:......ایک شخص نے ایک نوجوان لڑکے کو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا ہوا ہے، جب کہ اس شخص کی بیوی بھی جوان ہے اور پردہ وغیرہ بھی نہیں کرتی، کیا اس طرح ایک جوان لڑکے کو اپنے گھر میں رکھنا اور اس کے ساتھ اس شخص کی بیوی کا بے تکلف برتاؤ کرنا، تنہائی میں رہنا جائز ہے؟ کیا یہ شخص اور اس کی بیوی گناہگار نہیں ہوں گے؟ کیا لے پالک لڑکا یا لڑکی کو گود لینے سے یا منہ بولا بیٹا، بیٹی بنانے سے وہ حقیقی اولاد کی طرح بن جاتے ہیں؟

ج:......شریعت میں منہ بولا بیٹا بنانے کی کوئی حیثیت نہیں، قرآن کریم میں اس کی ممانعت بیان ہوئی ہے، اس لئے منہ بولے بیٹے کا حکم بھی شرعاً اجنبی کا ہے اور اس سے پردہ کرنا لازم ہے۔ لے پالک لڑکا ہو یا منہ بولا بیٹا اگر اس سے کوئی محرمیت کا رشتہ نہ ہو تو جوان ہونے کے بعد اس سے پردہ کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح لے پالک بچی ہو یا منہ بولی بیٹی کا بھی یہی حکم ہے۔

س:......کیا منہ بولے بھائی یا بہن کی کوئی شرعی حیثیت ہے کیا ان سے پردہ کرنے کا حکم ہے؟

ج:...... جب شریعت نے تایا زاد، چچازاد، ماموں زاد، خالہ زاد بہن، بھائیوں سے پردہ کا حکم دیا ہے تو پھر اجنبی لوگوں سے بھلا کیوں پردہ کا حکم نہ ہوگا؟ منہ بولا بھائی اور بہن بنانے سے وہ سگے بھائی بہن نہیں بن جاتے، وہ غیر محرم ہیں اور ان سے نکاح بھی ہو سکتا ہے، اس لئے پردہ ضروری ہے۔

س:...... کیا لڑکی ایسی جگہ شادی کرنے سے منع کر سکتی ہے جہاں لڑکا پردہ کرنے پر اعتراض کرے اور پردہ کروانے پر راضی نہ ہو؟

ج:...... پردہ تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، اس میں کسی دوسرے کی اطاعت جائز نہیں۔ اگر لڑکا پردہ کرنے پر اعتراض کرے اور منع کرے تو ایسی جگہ شادی کرنے سے بچنا ہی بہتر ہے کہ کل شادی ہونے پر نہ جانے وہ شریعت کے اور کس کس حکم کو چھوڑنے پر مجبور کرے۔

س:......کیا قبلہ کی طرف پاؤں کرنا اور پیشاب کرتے ہوئے قبلہ رخ ہونا منع ہے؟ کیا غسل کرتے ہوئے بھی قبلہ رخ نہیں ہونا چاہئے اور قبلہ کی طرف منہ کرکے تھوکنا بھی نہیں چاہئے؟

ج:......قبلہ کی طرف پاؤں پھیلانا یا اس طرح پاؤں کرکے سونا بے ادبی ہے، اس لئے جائز نہیں۔ اسی طرح قضائے حاجت کے وقت قبلہ رخ ہونا اور غسل کرتے ہوئے قبلہ کی طرف ہونا بھی شرعاً منع ہے اسی طرح قبلہ رُخ تھوکنے سے بھی پرہیز کرنا چاہئے۔

قادیانی ہو جانے پر جائیداد میں حصہ

س:......ایک شخص محمد نعیم جس کا تعلق ایک مسلمان گھرانے سے ہے یا تھا، جو قادیانیوں کو احمدی کہہ کر ان کی حمایت کرتا اور ان کو مسلمان تصور کرتا۔ اب محمد نعیم لندن جا کر احمدیوں کے خلیفہ سے بیعت کر چکے ہیں اور وہ اپنے بچوں کو اپنے پاس بلانا چاہتے ہیں۔ دو مسئلوں پر فتویٰ درکار ہے ایک یہ کہ اس کا نکاح برقرار ہے یا نہیں؟ دوسرا یہ کہ کیا اس کو جائیداد میں حصہ ملے گا یا نہیں؟

ج:......واضح رہے کہ قادیانی، مرزا غلام احمد قادیانی کو رسول، مجدد، مہدی ماننے کی وجہ سے اور قادیانیوں کا اپنے کفر کو اسلام اور اسلام کو کفر کہنے اور سمجھنے کی وجہ سے اسی طرح دیگر کفریہ اور گمراہ کن عقائد کی رو سے مرتد و زندیق ہیں۔ ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، جو شخص قادیانیوں کے عقائد کو جاننے کے بعد بھی ان کو درست اور صحیح سمجھے یا ان کے خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کرلے تو یہ شخص خود بھی قادیانی بن جائے گا اور اس پر قادیانی ہونے اور زندیق و مرتد ہونے کا حکم لگایا جائے گا، لہٰذا ایسے شخص کا نکاح کالعدم ہو جائے گا اور بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی۔ اس لئے اب اس کے بیوی بچوں کو اس کے پاس جانا یا بھیجنا کسی صورت بھی جائز نہیں۔ اسی طرح ایک قادیانی اور مرتد شخص نہ کسی مسلمان کا وارث بن سکتا ہے اور نہ ہی مسلمان اس کے وارث ہوں گے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۴ — یکم تا ۷ ذوالقعدہ ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ اگست ۲۰۱۵ء — شمارہ:۳۱

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

مغربی میڈیا کی یلغار	۴	اداریہ
فیس بک... روا اور نا روا استعمال	۶	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
مسلمانوں کی ذلت و رسوائی کے اسباب...	۹	علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ
خاتم الانبیاء ﷺ کا سفرِ حج	۱۰	مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ
امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ....	۱۳	مولانا حافظ خرم شہزاد
فتنہ غامدیت اور فتنہ قادیانیت (۲)	۱۵	مولانا عبداللہ معتصم
ایک روحانی سفر کی روئیداد	۱۹	مولانا گوہر زمان شاکر
قادیانیوں کو دعوتِ فکر	۲۰	مولانا عبدالرؤف
فضائلِ تجارت	۲۱	مفتی محمد راشد ڈسکوی
تحریکِ ختم نبوت... آغاز سے کامیابی تک (۳۹)	۲۵	مسعود ساحر

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۳۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Phone: 32780337 Fax: 32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیزالرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

مغربی میڈیا کی یلغار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

موجودہ دور میڈیا کا دور ہے، اور بین الاقوامی طور پر اس وقت پورے میڈیا پر مغرب اور اس کے کارندوں کا قبضہ ہے، چنانچہ اس وقت دُنیا بھر کے اخبارات، رسائل، جرائد، ریڈیو، ٹی وی، کیبل نیٹ ورک اور انٹرنیٹ مغربی پروگرام کو رواج دینے کے لئے ''وقف'' ہیں۔ ان ذرائع ابلاغ کے ذریعہ مغرب جہاں اُمتِ مسلمہ میں حیاسوز تہذیب و تمدن اور ایمان کش افعال و کردار کو پروان چڑھا رہا ہے، وہاں وہ پوری اُمتِ مسلمہ کو ذہنی غلامی، ڈر، خوف، بزدلی، بے ہمتی، بے غیرتی، بے شرمی، بے ایمانی، جھوٹ فریب، لوٹ کھسوٹ، چوری ڈکیتی، مار دھاڑ کے زہریلے انجکشن دینے میں مصروف ہے۔

اسی کا نتیجہ ہے کہ آج بلا امتیاز ہمارے جوان، بچے، بوڑھے اور مرد و زن سب ہی مغربی میڈیا سے متاثر ہیں، اس کی ہر خبر کو ''سچا'' اور اس کے ہر پروگرام کو ''اچھا'' سمجھ کر دیکھتے، سنتے اور ان کی غلاظت زدہ تہذیب و تمدن کو اپنانے میں ''فخر'' محسوس کرتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ اربابِ اقتدار، علماء اور عوام اس مہلک مرض کے علاج کی طرف بطورِ خاص توجہ دیں اور اپنے اپنے دائرۂ اختیار میں اس کا سدِ باب کریں۔

ہم نے کبھی اس پر غور ہی نہیں کیا کہ مغرب کے اس پروگرام کے پیچھے کیا مقاصد و عزائم ہیں؟ دراصل مغرب کی کوشش ہے کہ مسلم دُنیا اور وہاں پروان چڑھنے والی مسلمان نسل اخلاقی طور پر اس قدر پسماندہ ہوجائے کہ وہ مغرب کے مقابلے میں ہی نہ آسکے، ان کے دل سے ایمان و اسلام، جرأت و ہمت، غیرت و حمیت، شرافت و نجابت اور جذبۂ جہاد ختم ہوجائے، اسے ذہنی طور پر اس قدر ماؤف اور خوف زدہ کردیا جائے کہ وہ مغرب کی آنکھوں میں آنکھیں نہ ڈال سکے، یہی وجہ ہے کہ ایک طرف اگر مغرب اپنے ذرائع ابلاغ میں مسلمانوں کو مجرم باور کراتا ہے تو دُوسری طرف انہیں اپنے مظالم کی چکی میں پِستے ہوئے دکھاتا ہے، تاکہ کسی مسلمان کو اپنے دین و مذہب سے ادنیٰ نسبت کی بھی جرأت نہ ہو، اور اگر کوئی مسلمان اپنے اندر دین و مذہب کی رمق رکھتا ہے تو اسے اس قدر مرعوب کردیا جائے کہ وہ مغرب کے خلاف سر اُٹھانے کی ہمت و جرأت ہی نہ کرسکے۔ بلاشبہ مغرب ایمان و اسلام، دین و مذہب، حمیت و غیرت، جذبۂ جہاد اور اسلامی تہذیب و تمدن کی قدریں مٹانا اور کفر و ایمان کی سرحدوں کو ختم کرنا چاہتا ہے، جو مسلمان، اس کے پروگراموں کو دیکھ کر ان سے متاثر ہوتے ہیں یا ان پر اعتماد کرتے ہیں، وہ براہِ راست نہ سہی بالواسطہ ان کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں اور وہ مغرب کی اس مسلم کش پالیسی کا حصہ اور اس کے اس جرم میں برابر کے شریک ہیں، انہیں آج نہیں تو کل قیامت کے دن اس کا حساب دینا ہوگا اور بارگاہِ الٰہی میں ان کا کوئی عذر نہیں سنا جائے گا۔ مسلمانوں کو اس عنوان سے سوچ کر اپنے انجام کی فکر کرنا چاہئے۔ شیطان مغرب نے ہمیشہ سے نہایت عیاری و ہوشیاری اور بالکل غیر محسوس طریقے پر مسلمانوں کے دین و ایمان، اخلاق و کردار اور تہذیب و تمدن کو تباہ کرنے، ان کی نسلوں کو بگاڑنے اور بے راہ رو بنانے کے لئے عریانی، فحاشی اور بے شرمی و بے حیائی کو رواج دینے کے لئے مختلف عنوانات و اُسلوب اختیار کرنے کی کوشش کی ہے۔

چنانچہ اخبارات و رسائل کے ٹائٹل پر خواتین کی رنگین عریاں تصاویر، فلمی صفحات پر فلمی اداکاراؤں کی تھرتھراتی اور دعوتِ گناہ دیتی تصویریں، اور ان کے مختلف پوز، اہم شاہراہوں اور مصروف چوراہوں پر نہایت فحش و بے ہودہ تجارتی اشتہارات اور جنسی مواد پر مشتمل دیوہیکل سائن بورڈ، نہایت فحش تصاویر پر مشتمل عید کارڈوں کی بھرمار، جنسی ناولوں اور ڈائجسٹوں میں ایمان کش اور حیا سوز کہانیوں کی کثرت، شادی بیاہ کی تقریبات میں مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں کا مشترکہ ڈانس، ان کا بے باکانہ اختلاط، رومانوی اشعار کا تبادلہ، ان بے شرمی کے مناظر کی عکس بندی اور مووی سازی، اسکول و کالج اور یونیورسٹیوں میں تہذیب و ثقافت کے نام پر رقص و سرود اور موسیقی کی محافل، شادی دفاتر اور جنسی کمزوری کے علاج کی آڑ میں جنسی بے راہ روی اور بدکاری کا مکروہ دھندہ، بیوٹی پارلر کے نام پر بے حیائی اور فحاشی کے اڈے، باتصویر موبائل کے ذریعہ معصوم بچیوں اور عفت مآب خواتین کی تصویر کشی اور انہیں بلیک میل کرنے کے واقعات، انٹرنیٹ کے نام پر شریف گھرانوں میں

دُنیا جہان کی غلاظت کی بھرمار، معصوم بچوں اور بچیوں کو انٹرنیٹ کے نام پر جنسی مریض بنانے کی سازش، کمپیوٹر تعلیم کے نام پر مسلمان بچوں اور بچیوں کا نیٹ دوستی کا مکروہ عمل، ناپختہ ذہن بچوں اور بچیوں کا رات رات بھر انٹرنیٹ پر بیٹھ کر جاگنا، نادیدہ افراد سے دوستی قائم کرنا، عشق کی پینگیں بڑھانا، پھر بلا امتیاز دین و مذہب ان سے شادیاں رچانا اور اپنے گھروں سے بھاگ جانا، کم عمر بچوں اور نوجوانوں کا جھونپڑا ہوٹلوں میں رات رات بھر فحش اور ننگی فلمیں دیکھنا، وغیرہ، مغرب کی انہیں سازشوں کا نتیجہ اور اس کے خفیہ پروگرام کا ثمرہ ہے۔

اگر غور کیا جائے تو صاف نظر آئے گا کہ اس وقت پوری قوم بلکہ پوری مسلم برادری جس بے راہ روی، بدعملی، بے شرمی اور اضطراب و بے چینی کا شکار ہے، وہ سب مغربی میڈیا کی ''برکات'' اور اس کی نحوست کا ثمرہ و نتیجہ ہے۔ افسوس! کہ ہم نے جس زہر کو وسعتِ ظرفی، ثقافتی ترقی اور بین الاقوامی برادری سے ہمسری کے نام پر اپنایا تھا، آج اس نے ہمارے گھروں کا چین و سکون، شرافت و دیانت، دین و مذہب اور اسلامی تہذیب و تمدن کے آثار کھرچ کھرچ کر صاف کرنا شروع کردیئے ہیں اور ہماری نسلیں ہمارے ہاتھوں سے نکلتی جارہی ہیں، چنانچہ آج میاں کا بیوی سے، بیوی کا میاں سے، بچوں کا ماں باپ سے، ماں باپ کا بچوں سے اور بھائی کا بھائی سے گزارا مشکل ہوگیا ہے، ہر ایک کی دُوسرے سے اَن بن ہے اور ہر ایک دُوسرے کو اپنا بدخواہ سمجھنے لگا ہے، یوں صرف خاندان کا نہیں، پوری اُمت کا شیرازہ بکھر کر رہ گیا ہے، فانا للہ وانا الیہ راجعون!

اسلام کامل و مکمل دین و مذہب ہے، اس کا کوئی شعبہ تشنہ تکمیل نہیں، اسلام نے اپنے ماننے والوں کو ایک خوبصورت تہذیب و تمدن اور عمدہ معاشرت کے اُصول و قوانین سے سرفراز فرمایا ہے، پیدائش سے موت تک کے تمام مراحل میں اس نے اپنے نام لیواؤں کی راہ نمائی فرمائی ہے، اسلام کسی معاملے میں کسی کا دست نگر نہیں، بلکہ ہر معاملے میں وہ خود کفیل ہے، اس کا ایک ایک قاعدہ و قانون ایسا جامع، عمدہ اور خوبصورت ہے کہ اغیار اس پر رشک کرتے ہیں۔

مگر بایں ہمہ! مغرب اور دُنیائے کفر نے میڈیا اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے مسلمانوں کو ایسا گمراہ کیا کہ وہ اس کے پراپیگنڈے سے متاثر ہوکر اپنی تہذیب و تمدن اور اسلامی کلچر کو چھوڑ کر مغرب کے رنگ میں رنگے جانے لگے ہیں، یہ اسی کی نحوست ہے کہ آج مسلمان اپنی ذہنی غلامی کا ثبوت دیتے ہوئے اسلامی وضع قطع، شکل و شباہت اور لباس و پوشاک کو خیرباد کہہ کر مغربی وضع قطع، شکل و شباہت اور لباس و پوشاک کو اپنا کر اعتقاداً نہ سہی عملاً مغرب سے محبت اور اسلام سے نفرت کا اظہار کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، یہ سب اسی میڈیا کا زہر ہے جو آہستہ آہستہ مسلمانوں کے قلوب و اذہان میں بے دینی کا رَس گھول رہا ہے، جس سے پرہیز اَز حد ضروری ہے۔

اسلام نے اپنے ماننے والوں کو داڑھی رکھنے اور مونچھیں کٹانے، اور شکل و شباہت میں یہود و نصاریٰ کی مخالفت کا درس دیا تھا، مگر ناس ہو مغرب کا کہ اس نے مسلمانوں کو اس قدر ذہنی پستی، پسماندگی اور غلامی سے دوچار کیا کہ اب نام نہاد مسلمان اسلامی شکل و شباہت چھوڑ کر تقلیدِ مغرب میں مونچھیں بڑھا کر اور داڑھی صاف کرکے عیسائیت کا ساتھ دیتے نظر آتے ہیں۔

اسلام نے اپنے ماننے والوں کو بطورِ خاص اس کی تلقین فرمائی تھی کہ تمہارا تہبند، شلوار اور پائجامہ ٹخنوں سے نیچے ہونے نہ پائے، مبادا تم غضبِ الٰہی کے مورد بن جاؤ، وہ تمہاری طرف نظرِ رحمت نہ فرمائے، تمہیں پاک نہ کرے اور کہیں تمہیں جہنم میں نہ ڈال دے۔

مگر اے کاش! کہ تہذیبِ مغرب کا جادُو ایسا سرچڑھ کر بولا کہ مسلمانوں نے اسلامی اقدار کو اپنے اجتماعی اور معاشرتی نظام کے علاوہ اپنے چھ فٹ کے قد سے بھی صاف کردیا اور تکبر و غرور کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی شلواروں، پائجاموں، تہبندوں حتیٰ کہ عربوں نے اپنے جبوں کو زمین پر گھسیٹنا شروع کردیا، یوں انہوں نے بھی براہِ راست نہ سہی بالواسطہ فرمودہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی تردید و تکذیب شروع کردی، یہ سب اسی تہذیبِ مغرب کی تقلید کا شاخسانہ ہے۔

دُنیا بھر کے مسلمان گھرانوں میں مرد و زَن کی بے راہ روی، بے شرمی و بے حیائی، عریانی و فحاشی، خواتین کا نیم عریاں لباس میں بے پردہ سڑکوں، گلیوں اور بازاروں میں گھومنا، پبلک مقامات میں مرد و زَن کا بے محابا اختلاط وغیرہ بھی اسی کا نتیجہ ہے، اگر ہمارے اربابِ اقتدار، علمائے کرام اور درد دل رکھنے والے مسلمان اس کا سدِ باب نہیں کریں گے تو ہم روز بروز ذلت و پستی اور شکست و ادبار کی اتھاہ گہرائیوں میں مزید گرتے چلے جائیں گے اور مغرب اپنی عیاری و چالاکی سے ہمیں شکار کرنے میں کامیاب ہوتا چلا جائے گا۔ ولا فعل اللہ!

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین

فیس بُک... روا اور ناروا استعمال

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے معلوم ہوتا ہے قیامت کی علامتوں میں سے ایک یہ ہے کہ فاصلے سمٹ جائیں گے، فاصلوں کے سمٹنے کی غالباً دو صورتیں ہوں گی، ایک ذرائع مواصلات کی ترقی کہ مہینوں کا سفر گھنٹوں میں طے ہونے لگے گا، چنانچہ آج دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے کا سفر ۲۴ گھنٹے کے اندر مکمل ہوجاتا ہے، گزشتہ زمانے میں شاید اس کے لئے ایک سال کا عرصہ بھی ناکافی ہوتا، دوسری صورت ذرائع ابلاغ کی ترقی کی ہے، پہلے ایک پیغام دوسرے تک پہنچانے میں ایک مدت درکار ہوتی تھی، تیز ترین ذرائع کے طور پر تیز رفتار گھوڑوں اور کبوتروں کا استعمال کیا جاتا تھا، لیکن ظاہر ہے کہ گھوڑ سوار کے ذریعہ ملک کے ایک سے دوسرے کونے تک خبر پہنچانے میں کئی ماہ لگ جاتے تھے، جن کبوتروں کو نامہ بری کے لئے استعمال کیا جاتا تھا، ان کی اڑان کا دائرہ محدود ہوتا تھا اور ان کے ذریعہ بہت مختصر پیغام رسانی ہوسکتی تھی، لیکن ٹیلی گرام، ریڈیو، ٹی وی، ٹیلی فون اور موبائل کی ایجادات نے ابلاغ کے میدان میں بے حد سہولتیں کردیں اور انٹرنیٹ نے اس سہولت کو اوج کمال تک پہنچادیا، اب چمن کے دور دراز دیہات میں بیٹھ کر ایک شخص امریکا اور کینیڈا کے کسی پر شور اور ترقی یافتہ شہر تک پلک جھپکتے اپنا پیغام پہنچا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو عقل دی ہے، تحقیق و تفحص کا جذبہ عطا کیا ہے اور علمی ترقی کے راستے بچھائے ہیں، ان سے فائدہ اٹھا کر انسان نے اور اس طرح کی ایجادات کو وجود میں لایا ہے۔ فرشتے جو دنیا میں انسانوں کے بسائے جانے کے حق میں نہیں تھے، شاید انسان کی ترقی اور اختراعی صلاحیت پر رشک کرتے ہوں گے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ انٹرنیٹ ایک ایسی ایجاد ہے کہ جس نے بہت سی دشوار گزار گھاٹیاں طے کرنے کو انسان کے لئے ممکن بلکہ آسان بنادیا ہے اور اگر اس کا صحیح استعمال کیا جائے تو وہ انٹرنیٹ کو اپنے لئے علم و معرفت کی کلید بنا سکتا ہے، اس سلسلہ میں ایک کڑی انٹرنیٹ کی وہ ویب سائٹ ہے جو "فیس بک" کے نام سے شروع ہوئی تھی، جس میں صرف تصویریں شائع ہوتی تھیں اور ایک نوجوان امریکی طالب علم مارک زکر برگ (پیدائش: ۱۹۸۴ء) اور ان کے ساتھی نے ملکر اسے قائم کیا تھا، یہ ہارورڈ یونیورسٹی کے طلبا تھے اور انہوں نے اپنے ہاسٹل میں ایک دوسرے سے تعارف کے لئے یہ ویب سائٹ شروع کی تھی تاکہ وہ بہتر طریقہ پر ایک دوسرے کو جان سکیں، لیکن اسے ایسی مقبولیت حاصل ہوئی کہ ۲۴ گھنٹہ کے اندر ہی یونیورسٹی کے بارہ سو طلبا شامل ہوگئے، پھر دوسرے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اس ویب سائٹ نے پذیرائی حاصل کرنا شروع کردی، پھر دوسرے سال ۲۰۰۵ء میں اس نے برطانیہ کا سفر طے کرتے ہوئے وہاں اپنا تعارف کرایا اور رفتہ رفتہ پوری دنیا میں اس نے اپنا پورا قدم جمالیا۔ اس ویب سائٹ کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ اس وقت ۴۵ ملین صارفین اس سے مربوط ہیں، جس میں ۴۸۳ ملین صارفین اسے روزانہ استعمال کرتے ہیں۔ امریکا میں اس کے استعمال کرنے والے سب سے زیادہ یعنی ۱۵۲.۵ ملین ہیں۔ دوسرے نمبر پر ہندوستان ہے، جہاں اس کے ۴۳.۵ ملین ممبرز ہیں۔ اگست ۲۰۱۱ء کے اعداد و شمار کے مطابق عالم عرب میں ۳۲ ملین صارفین اس ویب سائٹ پر موجود تھے، اس وقت عالم عرب میں آزادی اور جمہوریت کی جو تحریکیں اٹھیں اور آمرانہ اقتدار کے خلاف جو آندھی چلی، اس میں فیس بک کا بڑا اہم کردار رہا ہے، مصر میں ایک نوجوان خالد سعید کو پولیس نے بے دردی کے ساتھ شہید کردیا، اس کو بنیاد بنا کر وہاں کے کمپیوٹر انجینئرز "کلنا خالد سعید"... ہم میں سے ہر ایک خالد سعید ہے... کے عنوان سے فیس بک کا پیج بنایا، جس کو غیر معمولی عوامی مقبولیت حاصل ہوئی اور مصر کے انقلاب میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔

اس وقت فیس بک جہاں سماجی تعلقات کو فروغ دینے اور باہمی تعارف کو آسان بنانے کی خدمت انجام دے رہا ہے، وہیں اشتہارات کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، اس لئے اسے ایک زبردست تجارت حاصل ہوگئی ہے اور اس کے مالک زکر برگ اس وقت دنیا کے چند نوجوانوں میں سے ہیں، جن کی دولت بلینوں میں ہے، چنانچہ ایک اندازہ کے مطابق ان کی دولت ۱۷.۵ بلین ڈالر تک پہنچ چکی ہے۔

اگر فیس بک کا استعمال صرف بہتر مقاصد اور تعمیری کاموں کے لئے ہوتا تو یہ معروف کی اشاعت

اور منکر کو روکنے کا نہایت زبردست وسیلہ ثابت ہوتا، خاص کر نوجوانوں کے ذہن کو تعمیری رُخ دینے اور سماج کو اخلاقی مفاسد سے بچانے میں اس کا غیر معمولی کردار ہوتا لیکن عملی صورت حال یہ ہے کہ اگرچہ اچھے مقاصد کے لئے بھی اس ویب سائٹ کا اچھا استعمال ہو رہا ہے، مگر افسوس کہ سماج کے بگڑے ہوئے افراد نے غلط مقاصد کے لئے بھی اخلاق مفاسد کی اشاعت کے لئے اس مفید ویب سائٹ کو گویا اغوا کرلیا ہے، ہمارے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ہم اس کے صحیح استعمال کو فروغ دیں اور پڑھے لکھے نوجوانوں میں اس کا مزاج بنائیں اور یہ بھی ضروری ہے کہ ہم اس کے غلط استعمال کو روکنے اور نئی نسل کو اس کی تباہ کاریوں سے بچانے کی بھرپور سعی کریں۔

فیس بک بنیادی طور پر تعارف اور دوستی کا ذریعہ ہے، اگر یہ دوستی اپنی ہی صنف کے لوگوں سے کی جائے، ان تک اچھا پیغام پہنچایا جائے اور ان کو بے راہ روی پر داعیانہ اسلوب میں متوجہ کیا جائے تو یہ ایک بہتر بات ہوگی اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے، چاہے اس کا مقصد دعوت و تبلیغ ہو، تعلیم و تعلم ہو یا اپنے ذاتی مسائل کو حل کرنا ہو، لیکن کسی غیر محرم لڑکے اور لڑکی کا ایک دوسرے سے دوستی کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خواتین سے گفتگو کا ادب یہ بتایا ہے کہ ضرورت پر ہی گفتگو کی جائے اور یہ بھی حجاب کے ساتھ ہو کہ مرد اور عورت دونوں کے لئے دل کی پاکیزگی کا باعث ہے:

”وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ۔“ (الاحزاب:۵۳)

حجاب صرف کپڑے اور دروازے ہی کی آڑ کا نام نہیں ہے، بلکہ ایسا رابطہ جو تکلف کو ختم کردے، جس میں ایک مرد ایک عورت سے ایسی باتیں کرسکے جو حیاء دار انسان تنہائی میں کرسکتا ہے، جس میں گفتگو کرتے ہوئے لڑکے اور لڑکی کی صورتیں ایک دوسرے کے سامنے ہوں، یہ بھی بے حجابی میں داخل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رفقاء کی ایسی تربیت فرمائی تھی کہ حج کے دوران جب کہ خواتین کے لئے چہرہ کھولنے کا حکم ہے، عورتیں اپنے گھونگھٹ چہرے کے سامنے ڈال لیا کرتی تھیں:

”فاذا حاذوا بنا سدلت احدانا جلبابها من رأسها علی وجهها۔“ (ابوداؤد:۱۸۳۳)

یہ بات قابل توجہ ہے کہ مرد ہو یا عورت، جب وہ احرام باندھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے جذبہ سے معمور ہوتے ہیں اور پاکیزہ داعیہ کے ساتھ آگے بڑھتے ہیں، پھر بھی انہیں احتیاط کی تعلیم دی گئی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ فیس بک کے ذریعہ دوستی کا دائرہ یا تو اپنی صنف کے لوگوں تک محدود ہو اور اگر دوسری صنف کے لوگوں سے رابطہ استوار کیا جائے ت وہ غیر محرم نہ ہو، یہ سوچنا درست نہیں کہ صرف گفتگو اور تحریر کا تو رابطہ ہوتا ہے، کیونکہ فیس بک پر چیٹنگ (Chatting) کے نتیجہ میں نہ صرف وقت ضائع ہوتا ہے بلکہ انسان غیر شرعی عمل تک پہنچ جاتا ہے، آپس میں شادی بیاہ کی باتیں طے ہوتی ہے، اس میں مسلم غیر مسلم کی تمیز باقی نہیں رہتی اور فسق و فجور میں مبتلا فریق کو انسان زندگی کا رفیق بنالیتا ہے، اس کی بہت سی مثالیں اس وقت معاشرہ میں موجود ہیں۔

معلوم ہوا کہ فیس بک پر جو تصویریں یا پیغامات (Link) بھیجے جاتے ہیں، ان پر ردعمل کے تین راستے کھلے ہوئے ہیں۔ ایک یہ کہ اس پر آپ کی اپنی پسند (Like) کا اظہار کریں، دوسرے یہ کہ آپ اس میں حصہ (Share) لیں اور اسے دوسرے لوگوں تک پہنچائیں، تیسرے یہ کہ اس پر آپ اپنا تبصرہ (Comment) درج کریں، ان تینوں ہی باتوں کا اس بات سے مربوط ہے کہ جو چیز آپ کے پاس بھیجی گئی ہے وہ کس طرح کی ہے، اگر وہ بے حیائی پر مبنی تصویر یا ناشائستہ ویڈیو ہو تو اس پر پسندیدگی بھی حرام ہے، کیونکہ کفر پر راضی ہونا بھی کفر اور حرام پر راضی ہونا اور اس کو پسندیدہ قرار دینا حرام ہے، اسی طرح ایسی تصویریں یا تحریری پیغام کو دوسرے تک پہنچانا سخت گناہ ہے بلکہ گناہ بے لذت ہے، یہ جس قدر در واسطہ در واسطہ پھیلتا جائے گا جس شخص نے اس میں حصہ لیا ہے، اس پر گناہ کا بوجھ بڑھتا جائے گا۔ ظاہر ہے کہ یہ کوئی عقلمندی کی بات نہیں کہ آدمی بیٹھے بٹھائے اپنے سر پر گناہ کا بوجھ رکھتا چلا جائے۔ قرآن کریم میں بے حیائی کی باتوں کے پھیلانے والوں کے لئے درد ناک عذاب کی خبر سنائی گئی ہے:

”اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔“ (النور:۱۹)

اسی طرح ایسے پیغام پر وہ تبصرہ جس سے اس کی حوصلہ افزائی ہوتی ہو، گناہ میں شرکت ہے اور برائی سے روکنے کے بجائے برائی کی دعوت دینا ہے۔

اگر اس کے برخلاف ایسے پیغام کی ترسیل ہو جس میں دینی گفتگو ہو، انسانی فلاح کی بات ہو، معلومات میں اضافہ ہو، تعلیم و تعلم میں تعاون ہو تو اس پر پسندیدگی کا اظہار، اس کو پھیلانے کی کوشش اس پر مثبت تبصرہ ایک بہتر عمل ہوگا جو اس کے فوائد کے اعتبار سے کبھی مستحبات کے درجہ میں ہے اور کبھی جائز و مباح کے درجہ میں، اس لئے کہ یہ نیکی کے کام میں تعاون ہے اور ایسے کاموں میں تعاون کا قرآن کریم نے حکم دیا ہے:

”وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا

تعاونوا علی الاثم والعدوان۔"

(المائدہ:۲)

یہ بات بھی حد درجہ افسوس ناک ہے کہ اس ویب سائٹ کا استعمال فحش اور بے حیائی کے استعمال اور اخلاقی بگاڑ کی دعوت کے لئے تو ہو ہی رہا ہے، مذہب سے کروڑوں انسانوں کے جذبات وابستہ ہوتے ہیں اور چاہے کسی مذہب سے تعلق رکھنے والوں کا نظریہ درست ہو یا غلط اور حق ہو یا باطل، بہرحال اگر اس پر تنقید وتنقیص کا ہتھیار آزمایا جائے تو اس سے بے حد تکلیف پہنچتی ہے، جذبات مشتعل ہوتے ہیں اور بعض دفعہ اشتعال کی یہ آگ معاشرہ کے امن وآشتی کو جلا کر خاکستر کردیتی ہے، اس لئے یہ ایک انسانی فریضہ بھی ہے اور مذہبی ذمہ داری بھی کہ ایسی حرکتوں سے باز رہا جائے۔

فیس بک کے صحیح اور غلط استعمال کے سلسلہ میں ایک اہم ذمہ داری حکومت کی بھی ہے کہ وہ انٹرنیٹ کی ایسی سائٹس اور فیس بک سے ایسے رابطے (Links) پر پابندی عائد کرے، کیونکہ کسی شخص کو ایسے امور کی اجازت نہیں دی جاسکتی جو دوسروں کے لئے نقصان دہ ہو، اسلامی قانون کے ماہرین نے لکھا ہے کہ اگر آپ کے پڑوسی کا مکان نیچا ہے، آپ اس کے مقابلہ میں اونچی عمارت بناتے ہیں اور اس سے پڑوسی کے گھر میں بے پردگی ہوتی ہے تو آپ کے لئے بے پردگی سے بچاؤ کا انتظام کئے بغیر اونچا مکان بنانا جائز نہیں ہے اور حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ آپ کو ایسے مکان کی تعمیر سے منع کردے، یہ نسبتاً تو معمولی مضرت ہے، لیکن انٹرنیٹ کے پروگرام سے نقصان پہنچتا ہے وہ اس سے کہیں بڑھ کر ہے، اس لئے حکومت کو چاہئے کہ وہ ایسے پروگراموں کی روک تھام کے لئے مؤثر کوشش کرے تاکہ ہماری نسل بے راہ روی میں پڑنے سے محفوظ رہے اور ملک کی اخلاقی قدریں محفوظ رہیں۔

موجودہ حالات میں جب کہ ایسے ذرائع زندگی کی ضرورت بنتے جارہے ہیں اور اسے یک قلم روک دینا ممکن نہیں، اس بات کی ضرورت ہے کہ ان ذرائع کو زیادہ سے زیادہ خیر کے کام اور نیکی کے پیغام کے لئے استعمال کیا جائے، دینی ادارے، مذہبی تنظیمیں اور دینی وعلمی شخصیتیں اس میدان میں آگے بڑھیں، اگر کسی راستہ میں کانٹے بچھانے والے موجود ہوں، پھول رکھنے والے موجود نہ ہوں تو جو لوگ اس راہ گزر سے گزرنے پر مجبور ہوں وہ تو بہرحال گزریں گے، لیکن اس طرح کہ ان کے قدم لہولہان ہوں گے، ہمارا فریضہ ہے کہ ہم اپنے سماج کو اس صورت حال سے بچائیں اور بگاڑ کے خارزار کے درمیان بہتر تعلیمات کے پھول بچھانے کی کوشش کریں۔☆☆☆

اک وہی شمع نبوت جو ضیا بار ہوئی

وہ رسول عربی ﷺ، فخر رسولان سلف — ذات اقدس سے ملا جس کے زمانے کو شرف
جس پہ نازاں ہوا قرآن سا کامل مصحف — جس کے تابع جن وانسان بھی، ملائک کی بھی صف
اک وہی شمع نبوت جو ضیا بار ہوئی
ساری تاریک فضا مطلع الانوار ہوئی

ہر زمانے میں پیغمبر بھی، نبی بھی آئے — مصلح ملی و ملکی بھی، رشی بھی آئے
حق کے جوئندہ بھی اور حق کے ولی بھی آئے — واقف محرم سر ازلی بھی آئے
آئے دنیا میں بہت پاک مکرم بن کر
کوئی آیا نہ مگر رحمتِ عالم بن کر

کس نے جام مے توحید پلایا سب کو — کس نے پیغام مساوات سنایا سب کو
راستہ کس نے حقیقت کا دکھایا سب کو — کس نے اس حُسن کا دیوانہ بنایا سب کو
تم نے دیکھا ہے بہت دفتر پیغام اُس کا
اور ایسا کوئی گزرا ہو تو لو نام اُس کا

تم میں صدیقؓ سا گزرا ہو تو للہ دکھاؤ — تم نے فاروقؓ سا دیکھا ہو تو للہ دکھاؤ
کوئی عثمانؓ سا آیا ہو تو للہ دکھاؤ — کوئی حیدرؓ سا جو پایا ہو تو للہ دکھاؤ
ثانی احمد ﷺ مختار تو کیا لاؤ گے
اُس کی امت کی مثالیں بھی نہیں پاؤ گے

غم نہ کر مسلم حیرت زدہ و مہر بہ لب — آشنا رنگ فنا سے نہیں تیرا مذہب
یہ حوادث ہیں ترے تیری ترقی کے سبب — تیرے حامی ہیں نبیؐ تیرا نگہبان ہے رب
فتنے اکثر بہت اس طرح کے اٹھوائے گئے
ایسے دجال زمانے میں بہت آئے گئے

جگر مرادآبادیؒ

مسلمانوں کی ذلت ورُسوائی کے اسباب!

محدث العصر علامہ سیّد محمد یوسف بنوریؒ

کون نہیں جانتا کہ ”وطن“ اپنی ذات میں کوئی مقدس چیز نہیں، اس کی عزت وحرمت محض اس وجہ سے ہے کہ وہ اسلام کی شان وشوکت اور اس کی سربلندی کا ذریعہ ہے۔ اور ”قومی اسٹیٹ“ میں سوائے اس کے تقدیس کا کوئی پہلو نہیں کہ وہ اسلامی قوت کا مرکز اور مسلمانوں کی عزت وشوکت کا مظہر ہے۔ آج جو شرق ومغرب میں اسلام دشمن طاقتیں عرب وعجم کے مسلمانوں کے خلاف متحد ہوکر انہیں خود ان کے اپنے علاقوں میں طرح طرح سے ذلیل وخوار اور پریشان کر رہی ہیں، اس کا واحد سبب یہ ہے کہ ہم نے فریضۂ جہاد سے غفلت برتی اور مرتبۂ شہادت حاصل کرنے کا ولولہ جاتا رہا۔ جہاد سے غفلت کی وجہ یہ نہیں کہ ہمارے پاس مال ودولت اور مادی وسائل کا فقدان ہے یا یہ کہ مسلمانوں کی مردم شماری کم ہے۔ اللہ رب العزت نے اسلامی عرب ممالک کو دولت وثروت اور مال کی فراوانی کے وہ اسباب عنایت فرمائے ہیں جو کبھی تصور میں بھی نہیں آسکتے تھے۔ صرف یہی نہیں، بلکہ ان وسائل میں یہ اسلام دشمن طاقتیں بھی عالم اسلام اور ممالک عربیہ کی دست نگر اور محتاج ہیں۔ الغرض! آج مسلمانوں کی ذلت کا سبب وسائل کی کمی نہیں، بلکہ اس کا اصل باعث ہمارا باہمی شقاق ونفاق ہے۔ ہم نے اجتماعی ضروریات پر شخصی اغراض کو مقدم رکھا، انفرادی مصالح کو قومی مصالح پر ترجیح دی، راحت وآسائش کے عادی ہوگئے، روحِ جہاد کو کچل ڈالا اور آخرت اور جنت کے عوض جان ومال کی قربانی کا جذبہ سرد پڑ گیا۔ یہ ہیں وہ اسباب جن کی بدولت مسلمان قوم اوجِ ثریا سے ذلت وحقارت کی عمیق وادیوں میں جاگری۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث جس کو امام ابوداودؒ وغیرہ نے روایت کیا اہل علم کے حلقہ میں معروف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”وہ زمانہ قریب ہے جبکہ تمام اسلام دشمن قومیں تمہارے مقابلے میں ایک دوسرے کو دعوت ضیافت دیں گی۔ ایک صاحب نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا اس وجہ سے کہ اس دن ہماری تعداد کم ہوگی؟ فرمایا: نہیں! بلکہ تم بڑی کثرت میں ہوگے، لیکن تم سیلاب کے جھاگ کی مانند ہوگے۔ اللہ تعالیٰ دشمنوں کے دل سے تمہارا رعب نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں کمزوری اور دوں ہمتی ڈال دے گا۔ ایک صاحب نے عرض کیا: یا رسول اللہ! دوں ہمتی سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: دنیا کی چاہت اور موت سے گھبرانا۔“ (مشکوٰۃ، کتاب الرقاق، باب تغیر الناس، الفصل الثانی، ج:۲، ص:۴۵۹، ط: قدیمی)

بہرحال جب ہم مسلمانوں کی موجودہ ناگفتہ بہ زبوں حالی کے اسباب کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمارے سامنے چند چیزیں ابھر کر آتی ہیں، جن کی طرف ذیل میں نہایت اختصار سے اشارہ کیا جاتا ہے:

اول:.....اعداءِ اسلام پر وثوق واعتماد اور بھروسہ کرنا (خواہ روس ہو یا امریکہ ومغربی اقوام)

ظاہر ہے کہ کفر اپنے اختلافات کے باوجود ایک ہی ملت ہے، اور اللہ تعالیٰ پر اعتماد وتوکل اور مسلمانوں پر بھروسہ نہ کرنا جب کہ تمام مسلمانوں کو حکم ہے کہ: ”وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ“۔ (آل عمران:۱۶۰)........”صرف اللہ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے مسلمانوں کو۔“

اس آیت میں نہایت حصر وتاکید کے ساتھ فرمایا گیا ہے کہ مسلمانوں کو اللہ رب العزت کے سوا کسی شخصیت پر اعتماد اور بھروسہ نہیں کرنا چاہیے:“ حیث قدم قولہ: وَعَلَى اللّٰهِ۔“

دوم:.......مسلمانوں کا باہمی اختلاف وانتشار اور خانہ جنگی

جس کا یہ عالم ہے کہ اگر وہ آپس میں کہیں مل بیٹھ کر صلح صفائی کی بات کرتے ہیں، تب بھی ان کی حالت یہ ہوتی ہے: ”تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى“۔ (الحشر:۱۴)......”بظاہر تم ان کو مجتمع دیکھتے ہو، مگر ان کے دل پھٹے ہوئے ہیں۔“

سوم:......توکل علی اللہ سے زیادہ مادی اور عادی اسباب پر اعتماد

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان تمام اسباب ووسائل کی فراہمی کا حکم دیا ہے جو ہمارے بس میں ہوں اور جن سے دشمن کو مرعوب کیا جاسکے، لیکن افسوس ہے کہ ایک طرف سے تو ہم مادی اسباب کی فراہمی میں کوتاہ کار ہیں اور دوسری طرف فتح ونصرت کا جو اصل سرچشمہ ہے، اس سے غافل ہیں۔

(باقی صفحہ 14 پر)

خاتم الانبیاء ﷺ کا سفرِ حج

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجۃ الوداع کی لمحہ بہ لمحہ روداد

حج کے اس تاریخی موقع پر محسن انسانیت ﷺ نے دین کی تکمیل کا اعلان کیا اور انسانی حقوق و فرائض کا مثالی اور ہمہ گیر منشور جاری فرمایا

مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ

۹ ہجری میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حج کی فرضیت کا حکم نازل ہوا۔ نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جانشین، رفیق غار، مشیر خاص، سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر کیا اور حج کے احکامات بتلا کر روانہ فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امارت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے پہلے حج کی سعادت حاصل کی اور اسلام کا یہ فریضہ شرعی طریقے سے شرک سے پاک ہو کر ادا کیا گیا۔

۱۰ ہجری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کی ادائیگی کا اعلان فرمایا۔ آپ کا اعلان سن کر ہزاروں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے مدینہ منورہ سے آپ کی معیت میں حج کرنے کا ارادہ کیا جب کہ اطراف اور مکہ مکرمہ تک کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی حج کے لئے تیار ہو گئے۔

اس طرح روایات کے مطابق عرفات کے میدان میں جب آپ حج کے اہم رکن عرفہ کی ادائیگی کے لئے پہنچے تو ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین آپ کے ساتھ اس سعادت میں شریک تھے۔

آپ کی مدینہ منورہ سے روانگی کی تاریخیں احادیث سے مختلف معلوم ہوتی ہیں، مگر ۲۵ ذوالقعدہ کو زیادہ تر علماء کرام نے راجح قرار دیا ہے۔ ہفتے کے دن آپ ہزاروں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ مدینہ منورہ سے چند میل دور ذوالحلیفہ کے مقام پر آپؐ نے شب کو قیام فرمایا۔ تمام ازواج مطہراتؓ بھی آپؐ کے ہمراہ تھیں، اتوار ۲۶ ذوالقعدہ کو ظہر کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھنے کے لئے نفل غسل فرمایا۔ اسی سے فقہائے کرام نے احرام سے قبل غسل کرنے کو مسنون لکھا ہے، آپ نے احرام کی دو چادریں باندھیں اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اسی طرح احرام باندھنے کا حکم دیا۔ ذوالحلیفہ کی مسجد میں آپ نے ظہر کی امامت فرمائی۔ اس مسجد کو آج کل مسجد علی کہا جاتا ہے۔ یہاں کسی زمانے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منسوب ایک کنواں بھی تھا۔ ظہر کے بعد آپ نے حج قران کی نیت فرمائی اور زور سے تلبیہ ان الفاظ سے پڑھا:

"لبیک اللھم لبیک. لبیک لا شریک لک لبیک. ان الحمد و النعمة لک و الملک. لا شریک لک."

دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو آپ نے اختیار دیا کہ وہ حج قران، حج تمتع، حج افراد میں سے جس میں سہولت محسوس کریں، نیت کرلیں۔ اس لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے ہر ایک نے اپنی سہولت کے مطابق احرام باندھا۔ احرام باندھنے سے قبل ہی حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے آکر آپ کو مطلع فرما دیا تھا کہ وادی عقیق بہت مبارک جگہ ہے، اس جگہ سے آپ احرام باندھیں اور دعائیں کریں۔

آپ نے احرام کی نیت کے بعد خوب دعائیں مانگیں۔ احرام باندھنے کے بعد آپ اونٹنی پر سوار ہوئے اور زور سے تلبیہ پڑھا، کیونکہ احرام میں اٹھتے بیٹھتے تلبیہ پڑھنا مسنون ہے، اس کے بعد آپ مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب آپ "بیدا" کی پہاڑی سے گزرنے کے لئے اونچائی کی طرف چڑھے تو آپ نے پھر زور سے تلبیہ پڑھا، جس کی وجہ سے فقہائے کرام نے تصریح کی ہے کہ ہر اونچے مقام پر جاتے اور اترتے ہوئے تلبیہ پڑھنا مسنون ہے۔ چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین تلبیہ آہستہ پڑھ رہے تھے، اس لئے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام تشریف لائے اور آپ سے فرمایا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو بلند آواز سے تلبیہ پڑھنے کا حکم فرمائیں۔ آپ نے حکم دیا اور صحابہ کرامؓ بلند آواز سے تلبیہ پڑھنے لگے۔ اسی حکم کی بنا پر آپ نے اس حج کی تعریف فرمائی جس میں بہت زیادہ تلبیہ پڑھا جاتا ہو۔

وادیٔ "روحا" پہنچنے کے بعد آپ نے نماز ادا فرمائی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو مطلع کیا کہ اس مقام پر ستر انبیاء کرام علیہم السلام نے نماز ادا فرمائی تھی۔ اس مقام پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وہ اونٹنی گم ہو گئی جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سامان تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے غلام کو سرزنش کرنے کے لئے دو چار تھپڑ مارے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے

فرمایا: دیکھو حالت احرام میں غصہ کررہے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانا تیار کرکے لائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آؤ غصے کو جانے دو، اللہ تعالیٰ نے بہترین غذا عطا فرمائی ہے۔ حضرت سعد اور حضرت ابوقیس رضی اللہ عنہما اپنا سامان مع اونٹنی لے کر حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ کرنا چاہا، آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے، اللہ کے فضل سے ہماری اونٹنی مل گئی ہے۔

جب وادیٔ ''عفان'' میں جو کہ مکہ مکرمہ کے قریب ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قافلہ حج پہنچا تو ایک لاکھ کے قریب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین آپ کے ہمراہ ہو چکے تھے، اس موقع پر حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کیا:

''یا رسول اللہ! ہمیں حج کا طریقہ اس طرح ذہن نشین فرمادیں، جس طرح ہم آج ہی پیدا ہوئے ہیں اور یہ گمان نہ فرمائیں کہ ہمیں اس سے متعلق کچھ معلومات ہوں گی، ہم حج سے متعلق بالکل انجان ہیں۔''

اس درخواست پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے لے کر طواف زیارت، حج کے آخری رکن کی ادائیگی تک کا مکمل طریقہ تفصیل سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو سکھلایا اور ساتھ ہی یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ہر عمل اور رکن کی ادائیگی کے وقت بھی آگاہ کرتا رہوں گا۔

مکہ مکرمہ پہنچنے سے قبل آپ نے ان عورتوں کو جو ناپاکی کی حالت میں تھیں، حج کی ادائیگی کا طریقہ سمجھایا۔ اسی مقام پر آپ نے حج تمتع والوں پر واضح کردیا کہ وہ عمرے کی ادائیگی کے بعد احرام کھول دیں اور حج کے لئے بعد میں احرام باندھیں۔ جب آپ وادیٔ ازرق میں تشریف فرما ہوئے تو آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے فرمایا کہ اس وقت میری آنکھوں کے سامنے وہ منظر ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام حج کے لئے اسی مقام سے گزر رہے تھے تو وہ کانوں میں انگلیاں ڈال کر بلند آواز سے لبیک کی صدائیں بلند کررہے تھے۔ مکہ مکرمہ سے متصل وادیٔ ''طویٰ'' میں آپ نے رات قیام فرمایا۔

۴ ذوالحجہ کی صبح مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے پہلے آپ نے ٹھنڈک کے حصول کے لئے غسل فرمایا اور پھر مکہ مکرمہ میں صبح نو دس بجے کے درمیان چاشت کے وقت داخل ہوئے، بیت اللہ شریف میں داخل ہوکر آپ نے دعا فرمائی اور پھر حجر اسود پر پہنچ کر حجر اسود کو بوسہ دیا اور طواف کا آغاز کیا۔ آپ نے تحیۃ المسجد ادا نہیں کی۔ سات چکر مکمل کرنے کے بعد آپ نے مقام ابراہیم پر دو رکعت طواف واجب ادا کیں اور دعا فرمائی۔ دو رکعت میں آپ نے سورۃ کافرون اور سورۃ اخلاص تلاوت فرمائیں، دعا کے بعد آپ نے دوبارہ حجر اسود کو بوسہ دیا اور صفا کی طرف سعی کے لئے تشریف لے گئے۔ صفا کی پہاڑی پر آپ ایسی جگہ تشریف فرما ہوئے جہاں سے بیت اللہ شریف نظر آتا تھا۔ وہاں کھڑے ہوکر آپ نے کافی دیر اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور حمد بیان کی۔ مسلمانوں کی ترقی اور عروج کے لئے دعائیں کیں اور فتوحات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور صفا سے مروہ کی طرف پہلا چکر شروع کیا۔ مروہ پر پہلا چکر مکمل کیا۔ اس طرح سات چکر مکمل کرکے آپ نے سعی مکمل کی۔ اس کے بعد حج تمتع والوں کو حلق کرنے کا حکم دیا اور آپ نے خود احرام نہیں کھولا اور قیام گاہ پر تشریف لے گئے۔

۴ دن قیام کے بعد ۸ ذوالحجہ کو آپ نے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنہوں نے احرام کھول دیا تھا، حکم دیا کہ وہ حج کا احرام باندھیں، چاشت کے وقت آپ ارکان حج کی ادائیگی کے لئے منیٰ تشریف لے گئے۔ تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے ہمراہ تھے۔ آپ نے منیٰ میں دوسرے دن ۹ ذوالحجہ کی فجر تک قیام فرمایا اور پانچ نمازیں ادا کیں۔ ۹ ذوالحجہ کو طلوع آفتاب کے بعد آپ عرفات کے میدان کی طرف روانہ ہوئے۔ زوال سے پہلے عرفات پہنچ کر آپ نے غسل فرمایا اور مسجد نمرہ والی جگہ پر آپ کا خیمہ نصب کیا گیا۔ وہاں آپ تشریف فرما ہوئے۔ زوال کے بعد قصویٰ نامی اونٹنی پر سوار ہوکر قریب ہی وادیٔ ''بطن عرنہ'' تشریف لائے اور مشہور خطبہ ''حجۃ الوداع'' جس میں انسانیت کا منشور پیش کیا گیا ہے، آپ نے ارشاد فرمایا، اس میں آپ نے ایسے ارشادات فرمائے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اب اس دنیا سے آپ کے پردہ فرمانے کا وقت آگیا ہے۔

خطبے کے بعد آپ نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ تکبیر کہیں، اس کے بعد آپ نے پہلے ظہر اور پھر عصر کی جماعت کرائی۔ یہ دونوں نمازیں ظہر کے اول وقت میں ادا کی گئیں۔

اس کے بعد آپ جبل رحمت کے قریب تشریف لائے اور اونٹنی پر تشریف فرما کر دعاؤں میں مشغول ہوگئے۔ حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا نے ایک پیالے میں دودھ بھیجا جس کو آپ نے نوش فرما کر یہ واضح کیا کہ آپ روزے سے نہیں ہیں۔ اس دوران ایک صحابیؓ کا انتقال ہوگیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں احرام میں ہی دفنانے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا کہ یہ قیامت کے دن لبیک کہتے ہوئے حشر کے میدان میں اٹھیں گے۔ اسی دوران نجد کی ایک جماعت آئی اور حج سے متعلق معلومات حاصل کیں۔ آپ نے فرمایا کہ اعلان کردو کہ حج عرفہ میں ٹھہرنے کا حکم ہے، جو شخص ۱۰ ذوالحجہ کی طلوع صادق سے پہلے پہلے عرفہ پہنچ جائے اس کا حج ہوگیا۔

مغرب تک آپ امت کی مغفرت کے لئے بہت الحاح وزاری کے ساتھ دعائیں فرماتے رہے۔

دھوپ کی تمازت سے بچانے کے لئے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے آپ پر چادر تان دی تھی۔ شام کو حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے (مظالم کے علاوہ) تمام گناہوں کی معافی کی نوید سنائی گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پھر بھی التجا فرماتے رہے کہ مظلوموں کو اپنی طرف سے بدلہ عطا فرما کر ظالموں کو معاف کرنے کی کوئی سبیل اللہ تعالیٰ نکال دیں۔ اس دوران آپ پر دین اسلام کی تکمیل کی آیت نازل ہوئی جس کے بارے میں یہودیوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا تھا کہ اگر ہمارے پیغمبر پر یہ آیت نازل ہوتی تو ہم اس دن عید مناتے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے لئے یہ دن ویسے ہی عید کا ہے۔ غروب آفتاب کے بعد آپ نے مغرب کی نماز میدان عرفات میں ادا نہیں فرمائی بلکہ مزدلفہ کی طرف تلبیہ پڑھتے ہوئے روانہ ہوگئے۔ واپسی میں آپ کی اونٹنی بہت تیز رفتاری اور جوش وخروش کے ساتھ دوڑتی ہوئی روانہ ہوئی، آپ چڑھائی پر اس کی باگ ڈھیلی چھوڑ دیتے، اترائی میں اتنی شدت سے باگ کھینچنی پڑتی کہ بعض مرتبہ اس کا سر کجاوے سے لگ جاتا، حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما اونٹنی پر آپ کے ہمراہ تھے، راستے میں آپ ایک جگہ قضائے حاجت کے لئے اترے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے مغرب کی نماز کی یاددہانی کرائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آگے چلو، مزدلفہ پہنچ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے مغرب اور پھر اس کے متصل ہی عشاء کی نماز جماعت سے پڑھائی۔ نماز کے بعد دعا میں مشغول ہوگئے۔ روایات میں ہے کہ امت کے مظالم کے سلسلے میں بھی معافی کی دعا مزدلفہ میں قبول ہوگئی۔ آپ نے بچوں، عورتوں اور ضعیف لوگوں کو رات ہی مزدلفہ سے منیٰ کی طرف روانہ فرمادیا اور خود تمام صحابہ کرامؓ کے ہمراہ صبح صادق کے بعد فجر کی نماز ادا کرکے وقوف مزدلفہ کرکے طلوع آفتاب سے پہلے ہی منیٰ کی طرف روانہ ہوگئے۔ اس وقت حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ آپ کی اونٹنی کے ہمراہ پیدل چل رہے تھے، جبکہ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ اونٹنی پر سوار تھے، راستے ہی میں ایک صحابیہ نے والد کے حج بدل سے متعلق مسئلہ دریافت کیا، راستے میں حضرت فضل رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کنکریاں چنیں، وادی ”محسر“ جہاں ابرہہ کے ہاتھی بردار لشکر کو اللہ تعالیٰ نے ابابیل کے ذریعے ہلاک کیا تھا، پہنچے تو بہت تیز رفتاری کے ساتھ توبہ واستغفار کرتے ہوئے آپ گزرے۔ منیٰ پہنچ کر آپ سیدھے ”جمرۂ عقبیٰ“ پر پہنچے اور شیطان کو سات کنکریاں مار کر رمی ادا کی اور لبیک پڑھنا موقوف فرمادیا۔

اس کے بعد منیٰ میں قیام گاہ پر تشریف لاکر ایک طویل خطبہ ارشاد فرمایا، جس میں اہم احکامات کا اعلان فرمایا اور اس کے بعد قربان گاہ تشریف لے گئے اور ۶۳ اونٹ اپنے دستِ مبارک سے قربان فرمائے۔ آپ نے ہر اونٹ کے گوشت سے ایک ایک بوٹی پکوا کر تناول فرمائی اور بقایا تمام گوشت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں تقسیم فرمادیا۔ ازواج مطہرات کی طرف سے گائے کی قربانی فرمائی۔ صحابہ کرامؓ نے بھی قربانیاں کرکے احرام کھولا۔ قربانی کے بعد حضرت معمر رضی اللہ عنہ یا حضرت خراش رضی اللہ عنہ سے پہلے حلق کرایا، لبیں بنوائیں، ناخن ترشوائے، یہ بال اور ناخن جاں نثاران میں تقسیم کردیے گئے، اس کے بعد غسل فرما کر آپ نے لباس زیب تن کیا اور خوشبو لگائی، اس دوران آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو ۱۰ ذوالحجہ کے احکام بتاتے رہے کہ پہلے رمی، پھر قربانی اور پھر حلق اور پھر طواف زیارت کرنا ہے۔

جن اصحاب سے ترتیب میں خلط ملط ہوگیا وہ آپ سے مسائل دریافت کرتے رہے اور آپ حسب حال ان کی اصلاح فرماتے رہے، ظہر کے قریب آپ صلی اللہ علیہ وسلم طواف زیارت کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ ظہر کی نماز آپ نے بیت اللہ شریف میں ادا کی۔ طواف زیارت کے بعد آپ دو رکعت مقام ابراہیم پر ادا کرکے زمزم کے کنویں پر تشریف لے گئے اور زمزم نکلوا کر ڈول سے کھینچ کر زمزم نکال کر پیا، طواف زیارت کی ادائیگی کے بعد سعی کی یا نہیں، اس میں مختلف روایتیں ملتی ہیں۔

اس کے بعد آپ منیٰ تشریف لے گئے اور رات کا قیام منیٰ میں فرمایا۔ ۱۱ ذوالحجہ کو زوال کے بعد آپ نے چھوٹے شیطان کو سات کنکریاں ماریں اور پھر بیت اللہ شریف کی طرف رخ کرکے دعا فرمائی، اس کے بعد درمیانے شیطان کو سات کنکریاں ماریں اور بیت اللہ شریف کی طرف رخ کرکے دعا فرمائی، اس کے بعد بڑے شیطان کو سات کنکریاں ماریں اور منیٰ میں قیام پذیر رہے، اس دوران آپ نے خطبہ بھی ارشاد فرمایا۔ ۱۲ ذوالحجہ کو اسی طرح آپ نے زوال کے بعد کنکریاں ماریں، منیٰ میں قیام کے دوران سورۂ نصر نازل ہوئی۔ آپ اس دوران طواف کے لئے بیت اللہ شریف بھی تشریف لے جاتے رہے۔ عرفات اور منیٰ کے خطبوں کے دوران اکثر آپ یہ فرماتے رہے کہ شاید پھر ملاقات نہ ہوسکے۔ ۱۳ ذوالحجہ کو زوال کے بعد تینوں شیطانوں کو کنکریاں مار کر مکہ مکرمہ کے باہر وادی محصب میں جس کو وادی بطحا اور خیف بنی کنانہ بھی کہتے ہیں (اسی جگہ کفار نے بنی ہاشم سے بائیکاٹ کا فیصلہ کیا تھا) تشریف لاکر قیام فرمایا۔ ظہر، عصر، مغرب، عشاء چار نمازیں وہیں ادا فرمائیں۔ عشاء کے بعد کچھ دیر آرام فرما کر طواف وداع کے لئے بیت اللہ شریف تشریف لے گئے۔ طواف وداع کے بعد واپس وادی محصب پہنچے اور جب قافلے کے تمام لوگ پہنچ گئے تو آپ نے مدینہ منورہ کی طرف روانگی کا حکم فرمایا۔

☆☆.........☆☆

وکیل ختم نبوت' شعلہ بیان خطیب

امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

اکابرین دیوبندؒ کی نظر میں

مولانا حافظ خرم شہزاد

کلیوں کو میں سینے کا لہو دے کے چلا ہوں
صدیوں مجھے گلشن کی فضا یاد کرے گی

برصغیر پاک و ہند کے سب سے بڑے خطیب، مجاہد آزادی ہند، سچے عاشق رسول، امیر شریعت حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ بروز جمعہ بوقت سحر ۱۴ ربیع الاول ۱۳۱۰ھ بمطابق ۲۲ ستمبر ۱۸۹۲ء حافظ سید ضیاء الدینؒ کے ہاں پٹنہ صوبہ بہار (ہندوستان) میں پیدا ہوئے، آپ کا سلسلہ نسب چھتیسویں پشت میں حضرت سیدنا امام حسینؓ سے جاملتا ہے۔

ابتدائی تعلیم اپنے نانا سے حاصل کی اور قرآن مجید بھی انہیں سے حفظ کیا، پٹنہ سے پنجاب منتقل ہوئے تو راجوال میں قاضی عطا محمد صاحب کے مدرسہ میں پڑھتے رہے، اس کے بعد ۱۹۱۴ء میں امرتسر آگئے، اور وہاں مولانا نور احمد امرتسریؒ سے قرآن پاک کی تفسیر پڑھی، فقہ اور اصول فقہ کی تعلیم مولانا غلام مصطفیٰ قاسمیؒ اور حدیث کی تعلیم حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحبؒ (بانی جامعہ اشرفیہ لاہور) سے حاصل کی، سب سے پہلے حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحبؒ گولڑہ شریف سے بیعت ہوئے اور ان کی وفات کے بعد حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائپوریؒ سے بیعت ہوئے اور خلا[illegible]رف ہوئے۔

آپ ہندوستان کے شعلہ بیان خطیب، عظیم مجاہد آزادی اور ختم نبوت کے وکیل اور محافظ تھے، برصغیر پاک و ہند کا کوئی شہر ایسا نہیں جہاں آپ کی سحر آفرین خطابت اور ہنگامہ خیز تقریر کی گونج نہ پہنچی ہو۔

پہلی جنگ عظیم کے بعد جب انگریز نے ہندوستان میں رولٹ ایکٹ نافذ کیا تو ملک میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی اور اسی نتیجہ میں جلیانوالہ باغ کا حادثہ رونما ہوا، ان حالات نے حضرت امیر شریعتؒ کو سیاست کے میدان میں لا کھڑا کیا تحریک عدم تعاون نے جب شدت اختیار کی تو آپ نے برصغیر کے کونہ کونہ میں اپنی سحر انگیز خطابت کے موتی بکھیر دیے، پھر حضرت مولانا داؤد غزنویؒ کی تحریک پر تحریک خلافت میں شامل ہو گئے، چالیس برس تک تنہا شرک و بدعات، رسومات اور تمام سماجی برائیوں کے خلاف مسلسل جہاد کیا، انگریزوں کو ناکوں چنے چبوائے اور مرزائیت کو شکست فاش دی، فرنگی کے خلاف شاہ جیؒ کی زبان سے الفاظ نہیں شعلے برستے تھے، متعدد بار قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں، بالآخر برصغیر سے فرنگی کو بوریا بستر گول کرنے پر مجبور کردیا۔

انگریز خود تو چلا گیا مگر اپنے پیچھے اپنی ناپاک ذریت اور خود کاشتہ پودے "مرزائیت" کو چھوڑ گیا، تقسیم پاک و ہند کے بعد حضرت امیر شریعتؒ نے اپنے رفقاء سے مل کر ساری زندگی فتنہ مرزائیت کے خلاف جدوجہد میں لگا دی اور حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا پھریرا

جناب پیر آغا محمد ایوب جان سرہندی کو صدمہ

سرہندی خاندان کے چشم و چراغ پیر آغا محمد ایوب جان سرہندی صاحب کو گزشتہ دنوں ایک صدمہ سے دوچار ہونا پڑا کہ ان کے صاحبزادہ محمد جوادالرحمٰن آغا کو خانقاہ گلزار خلیل سامارو میں نامعلوم افراد نے شہید کردیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سہ ماہی مبلغین اجلاس میں حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد مدظلہ اور مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ نے مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات کی دعا کرائی اور ایک خط لکھ کر مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے تعزیت کی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ، نائب امیر مرکزیہ مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ، نائب امیر دوم صاحبزادہ مولانا عزیز احمد مدظلہ، حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد اور مولانا محمد علی صدیقی نے پیر آغا محمد ایوب جان سے ان کے صاحبزادہ کے اندوہناک حادثہ پر تعزیت کی۔

پورے ملک میں لہرا دیا۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں ہزاروں جانثاران مصطفیٰ نے حضرت امیر شریعتؒ کے حکم پر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا اور ۱۹۷۴ء میں حضرت امیر شریعتؒ اور ان کے رفقاء کی طویل جد و جہد اور قربانیوں کے نتیجے میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا، حضرت امیر شریعتؒ کی ساری زندگی طویل جد و جہد، فرنگی کے خلاف جہاد، عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور قید و بند کی صعوبتوں میں گزری، بالآخر ۲۱ اگست ۱۹۶۱ء کی شام کو حضرت علامہ انور شاہ کاشمیریؒ کی تحریک پر ہندوستان کے پانچ سو علماء کی موجودگی میں متفقہ طور پر ''امیر شریعت'' کا لقب پانے والا برصغیر کا عظیم مجاہد آزادی و محافظ ختم نبوت ہمیشہ کیلئے رخصت ہوگیا۔

حضرت امیر شریعتؒ، اکابر دیوبند رحمہم اللہ کی نظر میں!

حضرت علامہ انور شاہ کاشمیریؒ: ''قادیانیوں کے خلاف ان کی ایک تقریر ہماری پوری تصنیف سے بڑھ چڑھ کر ہے۔''

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ: ''ان کا دل صرف اسلام کیلئے دھڑکتا ہے۔''

حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ: ''وہ ولی کامل ہیں اور اسلام کی شمشیر برہنہ ہیں، جب تک وہ زندہ ہیں اسلام کو کوئی خطرہ نہیں۔''

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ: ''ان کی پاکیزہ نورانی صورت انکی پاکیزہ سیرت کی ترجمان تھی۔''

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ: ''ان کی موت سے علماء کی صف میں پیدا ہونے والا خلاء مدتوں پُر نہ ہوگا۔''

حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ: ایک ایسی شخصیت جس نے ایسا کام کیا جو ایک صدی میں ایک ادارے سے مشکل ہوتا ہے۔''

مولانا ابوالکلام آزادؒ: ''ملک و ملت کا ہر گوشہ ان کا شکر گزار ہے۔''

مؤرخ احرار، شاعر انقلاب جانباز مرزاؒ کا خراج تحسین:

آج ہم واقفِ اسرار گنوا بیٹھے
آج ہم دولتِ احرار گنوا بیٹھے
آج وہ ختم نبوت کا نگہدار گیا
دل کے بازار سے الفت کا خریدار گیا
روشنی ماند ہوئی اپنا ستارہ ڈوبا
جس کنارے پہ تھے ہم وہی کنارہ ڈوبا
کارواں روئے گا منزل کا نشان ڈھونڈے گا
تجھ کو چاہے گا مگر تجھ کو کہاں ڈھونڈے گا
چاہنے والوں سے یوں روٹھ کر جانے والے
شاخ امید سے یوں ٹوٹ کے جانے والے
زندگی تیری ترے بعد بھی باقی ہوگی
اپنی حرکت پہ قضا دیکھنا شاقی ہوگی
کون قرآن سنائے گا مسلمانوں کو
کون ٹوکے گا ترے بعد جہانبانوں کو
آنکھ روئے گی، جگر روئے گا، دل روئے گا
اپنے جانباز پہ ہر آنکھ کا تِل روئے گا

(نوٹ! امیر شریعتؒ کی تفصیلی سوانح اور مجاہدانہ کارنامے پڑھنے کے لئے ''حیات امیر شریعتؒ''، ''کاروانِ احرار'': مرزا جانبازؒ / ''سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ'': شورش کاشمیریؒ / نقیب ختم نبوت کا ''امیر شریعتؒ نمبر'' ملاحظہ فرمائیں)۔

☆☆.................☆☆

بقیہ: ..... مسلمانوں کی ذلت و رسوائی کے اسباب

ارشاد خداوندی ہے: ''وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِندِ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ''۔ (آل عمران: ۱۲۶)..... ''نصرت و فتح تو صرف اللہ عزیز و حکیم کے پاس ہے اور اسی کی جانب سے ملتی ہے۔''

تاریخ کے بیسیوں نہیں، سینکڑوں واقعات شاہد ہیں کہ کافروں کے مقابلہ میں بے سروسامانی اور قلت تعداد کے باوجود فتح و نصرت نے مسلمانوں کے قدم چومے۔

چہارم: ..... دنیا سے بے پناہ محبت، عیش پرستی اور راحت پسندی، آخرت کے مقابلے میں دنیا کو اختیار کرنا، قومی اور ملی تقاضوں پر اپنے ذاتی تقاضوں کو ترجیح دینا اور روح جہاد کا نکل جانا

اس کی تفصیل طویل ہے، قرآن کریم کی سورۂ آل عمران اور سورۂ توبہ میں نہایت عالی مرتبہ عبرتیں موجود ہیں۔ امت کا فرض ہے کہ اس روشن مینار کو ہمیشہ پیش نظر رکھے۔ بہرحال اللہ کے راستے میں کلمۂ اسلام کی سر بلندی کے لیے دشمنوں سے معرکہ آرائی، راہ خدا میں جہاد کرنا اور اسلام کی خاطر اپنی جان قربان کر دینا نہایت بیش قیمت جوہر ہے۔ قرآن کریم اور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے اس کے دنیوی فوائد اور اخروی درجات کو ہر پہلو سے روشن کر دیا ہے اور اس کی وجہ سے امت محمدیہ علیہ السلام پر جو عنایات الٰہیہ نازل ہوتی ہیں، ان کے اسرار کو نہایت فصاحت و بلاغت سے واضح کر دیا ہے

حضرات! یہ ایک مختصر سا مقالہ ہے جو نہایت مصروفیت اور کم وقت میں لکھا گیا، اس لیے بحث کے بہت سے گوشے تشنہ رہ گئے ہیں، جس پر مسامحت کی درخواست کروں گا۔ آخر میں ہم حق تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ ہماری غلطیوں کی اصلاح فرمائے، ہمارے درمیان قلبی اتحاد پیدا فرمائے، کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد اور نصرت فرمائے اور ہمیں صبر، عزیمت، مسلسل محنت کی لگن اور تقویٰ کی صفات سے سرفراز فرما کر کامیاب فرمائے۔ آمین۔ ☆☆☆

فتنہ غامدیت اور فتنہ قادیانیت

دوسری قسط

مولانا عبداللہ معتصم

غامدی صاحب کے ان ملفوظات سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ پہلی کہ رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں قرآن خاموش ہے۔ دوسری جو چیز قرآن میں نہ ہو وہ بھلے حدیث اور اجماع سے ثابت ہو لیکن قابل اعتبار نہیں، اس لئے کہ غامدی صاحب کے نزدیک حدیث دین کا حصہ نہیں۔ غامدی صاحب کی دونوں باتیں بے بنیاد اور غلط ہیں کیونکہ قرآن میں واضح طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کا تذکرہ موجود ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔"وقولهم انا قتلنا المسيح عيسىٰ ابن مريم رسول الله وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا فيه لفي شك منه مالهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه يقيناً بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزاً حكيما (نساء:۱۵۷، ۱۵۸)"

چونکہ قرآن کریم یہود ونصاریٰ میں حکم اور قول فیصل ہو کر نازل ہوا ہے لہٰذا اس آیت میں یہود ونصاریٰ کے باہمی اختلاف میں فیصلہ فرماتا ہے۔ یہود کا قول ہے:"انا قتلنا المسيح "کہ ہم نے مسیح علیہ السلام کو قتل کیا اور نصاریٰ کہتے تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں لیکن رفع میں دو فریق تھے۔ ایک فریق کہتا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام سولی پر قتل کئے گئے اور تمام امت کی جانب سے کفارہ ہو گئے۔ پھر تین دن بعد زندہ کر کے آسمانوں پر اٹھا لئے گئے۔ قیامت میں نازل ہوں گے۔ دوسرا فریق کہتا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو یہود کے ہاتھوں سے محفوظ، صحیح وسالم بچا کر آسمانوں پر زندہ اٹھا لیا گیا اور دوسرا شخص ان کی جگہ مصلوب ہوا۔ پھر قیامت میں نازل ہوں گے۔ (الجواب الصحيح لمن بدل دين المسيح ابن تيميه)

اللہ تعالیٰ یہود اور نصاریٰ میں فیصلہ فرماتا ہے: "وما قتلوه يقيناً بل رفعه الله "یعنی قاتلین قتل غلطی پر ہیں۔ ان کو کچھ علم نہیں۔ محض تخمینہ اور اٹکل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان پر اٹھا لیا ہے۔ یہود اور نصاریٰ کے جس فریق کا قول قتل کا تھا دونوں کو بالکل غلط فرما کر ان کی نفی کر دی۔ آیت کریمہ میں لفظ"بــل "آیا ہے جو ترقی کے لئے آتا ہے۔ یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح کے رفع کے تو قائل تھے، رفع جسمانی کے منکر تھے، رفع روحانی کے عقیدہ کو اللہ تعالیٰ نے "ما قتلوه ما صلبوه" کہہ کر رد فرمایا۔ "بل رفعه الله" سے واقعہ کی تحقیق اور منشاء غلطی کا بیان ہے۔ یعنی لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے غائب ہو جانے سے غلطی میں پڑ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے ان کے قتل کی نفی کی۔ پھر"بل "کے ساتھ"على سبيل الترقى "ان کا رفع جسمانی بیان کیا۔ اس آیت سے رفع ونزول مسیح تقریباً سات طرق سے ثابت ہوتا ہے۔ اختصار کے پیش نظر اس پر اکتفاء کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ (نساء: ۵۹، زخرف: ۶۱، مائدہ: ۱۱۰، ال عمران: ۴۵، ال عمران: ۵۵، مائدہ: ۱۱۶، ۱۱۷) سے بھی یہی مضمون ثابت ہوتا ہے۔ صحیح احادیث جو کہ ایک درجن صحابہ کرامؓ سے مروی ہیں اور جن کو تلقی بالقبول کی وجہ سے تواتر کا درجہ حاصل ہے، بھی رفع ونزول کے مسئلے کو مبرہن کرتی ہیں۔ صرف ایک حدیث ملاحظہ ہو۔

"عن ابی هريرةؓ قال قال رسول اللهﷺ والذی نفسی بيده ليوشكن ان ينزل فيكم ابن مريم حكماً عدلاً فيكسر الصليب ويقتل الخنزير ويضع الجزيه ويفيض المال حتىٰ لا يقبله احد حتىٰ تكون السجدة الواحدة خيراً من الدنيا وما فيها"... حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے عنقریب عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام تمہارے درمیان ایک عادل حاکم کے طور پر نازل ہوں گے۔ وہ صلیب توڑ دیں گے۔ خنزیر کو مار ڈالیں گے۔ جزیہ کو ختم کر دیں گے۔ مال کی اتنی ریل پیل ہوگی کہ اسے لینے والا کوئی نہ ہوگا۔ ایک سجدہ دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہوگا.....(صحیح بخاری رقم:۳۴۴۸، صحیح مسلم رقم:۳۸۹، ترمذی رقم:۲۲۳۳)

اس مسئلہ پر خلفاء اربعہ اور صحابہ کرامؓ کا اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمانوں پر اٹھائے گئے ہیں۔ پھر دوبارہ تشریف لا کر دجال کو قتل کریں گے۔ اس میں کسی صحابی نے اختلاف نہیں کیا۔ (مشکوٰۃ ص۴۷۹، باب قصہ ابن صیاد، شرح

السنہ، ج ۷، ص ۳۵۴)

غامدی صاحب موجودہ تورات، زبور اور چاروں انجیلوں کو بالکل برحق قابل اعتبار اور قابل حجت واستدلال سمجھتے ہیں۔ اس کے نزدیک یہ سب خدا کی کتابیں (Words of Allah) ہیں۔

(میزان:۱۵۱)

حالانکہ اہل اسلام کا عقیدہ ان کے بارے میں یہ ہے کہ سابقہ تمام الہامی کتابیں اپنے اپنے زمانے میں خاص قوموں کے لئے ہدایت تھیں۔ پھر یہ محفوظ نہیں رہیں۔ نزول قرآن سے قبل ہی دنیا سے ناپید ہوچکی تھیں۔ اب روئے زمین پر صرف اور صرف قرآن مجید ہی اللہ کا کلام ہے جو محفوظ بھی ہے اور پوری انسانیت کے لئے ہدایت وراہنما بھی۔ اب جب کہ غامدی صاحب انجیل کو اللہ کا کلام، قابل حجت مانتے ہیں تو ان کو چاہئے کہ پھر رفع ونزول مسیح کا عقیدہ بھی مانیں اس لئے کہ انجیل سے بھی یہی عقیدہ ثابت ہوتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

''اور یہ کہہ کر ان کے دیکھتے ہوئے اوپر اٹھایا گیا اور بدلی نے اسے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) ان کی نظروں سے چھپالیا اور وہ اس کو آسمان پر جاتے ہوئے تاکتے ہی تھے کہ دیکھو دو مرد سفید پوشاک پہنے ان کے پاس آ کھڑے ہوئے اور بولے اے جلیلی مردو! تم کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھتے ہو۔ یہی یسوع تمہارے پاس سے آسمان پر اٹھایا گیا ہے۔ جس طرح تم نے اسے آسمان پر جاتے دیکھا ہے اسی طرح واپس آئے گا۔''

(انجیل اعمال باب:۱، آیات:۹ تا ۱۲)

انجیل یوحنا میں ہے:''تم سن چکے ہو کہ میں (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نے تم کو کہا کہ میں جاتا ہوں اور تمہارے پاس پھر آتا ہوں۔'' (انجیل یوحنا باب:۱۴، آیت:۱۲۸)

ظہور مہدی علیہ الرضوان:

جمہور مسلمانان عالم کا ازروئے احادیث متواترہ یہ عقیدہ ہے کہ قرب قیامت کے زمانے میں حضرت مہدی علیہ الرضوان تشریف لائیں گے۔ وہ خانوادہ سادات کے چشم وچراغ ہوں گے۔ نام محمد، والد کا نام عبداللہ اور والدہ صاحبہ کا نام آمنہ ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زیرامارت دجال کے خلاف جہاد کریں گے۔

مرزائیوں اور جاوید غامدی کا عقیدہ ہے کہ امام مہدی علیہ السلام نہیں آئیں گے۔ مرزائی تو کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی خود مسیح بھی تھا اور مہدی بھی۔ یعنی ان کے نزدیک مہدی مرزا قادیانی کی شکل میں آچکا ہے۔ جاوید احمد غامدی صاحب کہتے ہیں:

''مہدی محض ایک افسانہ ہے جو مسلمانوں کے مابین رائج کردیا گیا اور اب امت مسلمہ اس انتظار میں بیٹھی ہے کہ کوئی مہدی آئے گا اور ایک مرتبہ پھر ان کی خلافت دنیا میں قائم کردے گا۔ قرآن مجید میں نزول مہدی کے بارے میں اشارۃً بھی کوئی ذکر نہیں۔ اسی طرح صحیح حدیثیں بھی اس تذکرے سے یکسر خالی ہیں۔ البتہ بعض دوسرے درجے کی ایسی روایات ملتی ہیں جن میں قیامت کے قریب اس طرح کی ایک شخصیت کے پیدا ہونے کا ذکر ملتا ہے۔ لیکن ان میں ایسی باتیں کہی گئی ہیں جو نہ علمی لحاظ سے درست ہوسکتی ہیں نہ عقلی لحاظ سے۔ میرا رجحان اس معاملے میں یہ ہے کہ یہ روایتیں درحقیقت اگر کچھ تھیں بھی تو سیدنا عمر بن عبدالعزیز کے بارے میں تھیں۔ ان کے زمانے کے لوگوں نے اس کا مصداق پالیا اور وہ تاریخ میں اپنا کام مکمل کرکے دنیا سے رخصت ہوگئے۔''

(ماہنامہ اشراق، اکتوبر ۲۰۰۹ء)

غامدی صاحب، خدا جانے کیسے اتنی بڑی بات کہہ گئے کہ صحیح احادیث امام مہدی کے تذکرے سے یکسر خالی ہیں، اس لئے کہ امام مہدی علیہ الرضوان کا آنا تو متواتر احادیث سے ثابت ہیں۔ صرف دو حدیثیں ملاحظہ ہوں:''عن ام سلمۃ قالت سمعت رسول اللہ ﷺ یقول المھدی من عترتی من ولد فاطمۃ (ابوداؤد ج ۲ ص ۱۳۱، ابن ماجہ ص ۳۰۰، باب خروج المھدی)''

''حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مہدی میرے خاندان سے ہوگا یعنی اولاد فاطمہ سے۔''

''عن علیؓ قال قال رسول اللہ ﷺ: سیخرج من صلبہ رجل یسمّٰی باسم نبیکم یشبہ فی الخلق ولا یشبہ فی الخلق ثم ذکر یملأ الارض عدلاً۔''

(ابوداؤد ج ۲ ص ۱۳۱، کتاب المھدی، مشکوٰۃ باب اشراط الساعۃ)

ترجمہ:''حضرت علیؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ ﷺ کی صلب سے ایک شخص نکلے گا جو آپ ﷺ ہی کے نام سے موسوم ہوگا اور اخلاق میں آپ ﷺ کے مشابہ مگر خلقت میں نہیں ہوگا۔ وہ زمین کو عدل سے بھر دے گا۔''

امام مہدی علیہ الرضوان کے متعلق وارد احادیث کے بارے میں امام شوکانیؒ فرماتے ہیں:''فتقرران الاحادیث الواردۃ فی المھدی المنتظر متواترۃ''(عقیدہ اہل السنۃ فی المھدی المنتظر)

غامدی صاحب نے یہ جوگل افشانی کی ہے کہ میرا رجحان یہ ہے کہ امام مہدی علیہ الرضوان کی روایات حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے بارے میں ہے، بالکل غیر معقول بات ہے۔ اس لئے کہ حدیث میں صراحت ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان حضور ﷺ کے خاندان میں سے ہوں گے اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ تو بنی امیہ میں سے تھے۔ وہ ان احادیث کا مصداق کیسے ہوسکتے ہیں؟

مسیح دجال:

اہل اسلام کا نظریہ ہے کہ دجال معہود ایک کانا شخص یہودی النسل ہوگا اور یہودی اس کی اتباع کریں گے۔ آخر زمانے میں بڑا فتنہ برپا کرے گا۔ خدائی کا دعویٰ کرے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتر کر اسے قتل کریں گے اور یاجوج ماجوج دو مخصوص قومیں ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بددعا سے سب یک لخت مرجائیں گی۔ تمام جہاں میں تعفن اور ان کی لاشوں کی بدبو پھیل جائے گی۔

(الی آخر الحدیث مسلم ج۲ ص۴۰۲)

جاوید غامدی اور مرزا قادیانی کا عقیدہ دجال اور یاجوج ماجوج کے بارے میں قریب قریب ایک جیسا ہے۔ مرزا قادیانی کہتا تھا: ”دجال عیسائی پادریوں کا گروہ ہے اور یاجوج ماجوج انگریز اور روس ہیں۔“ (ازالہ اوہام ص۴۹۶)

یاجوج ماجوج مغربی اقوام نصاریٰ ہیں۔

(حقیقت الوحی ص۴۹)

غامدی دجال اور یاجوج ماجوج کے حوالے سے اپنا نقطہ نظر بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

”نبی ﷺ نے قیامت کے قریب یاجوج ماجوج ہی کے خروج کو دجال کے خروج سے تعبیر کیا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یاجوج وماجوج کی اولاد یہ مغربی اقوال، عظیم فریب پر مبنی فکر و فلسفہ کے علمبردار ہیں اور اسی سبب سے نبی ﷺ نے انہیں دجال (عظیم فریب کار) قرار دیا۔“

(بحوالہ غامدیت کیا ہے؟)

غامدی صاحب اور قادیانی نے دجال کے شخص معین ہونے کا انکار کیا، حالانکہ صحاح ستہ کی احادیث میں دجال کو شخص معین بتایا گیا ہے اور باقاعدہ اس کا حلیہ، جسامت اور قد کاٹھ کی صراحت کی گئی ہے۔

”عن عبادۃ بن الصامت انہ حدثھم ان رسول اللہ ﷺ قال: انی قد حدثتکم عن الدجال حتی خشیت ان لا تعقلوا ان مسیح الدجال رجل قصیراً فحج جعد اعور مطموس العین لیس بناتئۃ ولا حجراء فان لبس علیکم فاعلموا ان ربکم لیس باعور۔“

(ابوداؤد ج۲ ص۱۳۴، باب خروج الدجال)

ترجمہ: ”حضرت عبادہ بن صامتؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تحقیق میں نے تم کو دجال کے متعلق بہت کچھ بیان کیا، یہاں تک کہ میں ڈرا کہ تم سمجھ نہ سکو گے۔ تحقیق مسیح دجال ایک پستہ قد آدمی ہوگا جو ٹانگیں پھیلا کر چلے گا۔ گھنگریالے بال، کانا، ہموار آنکھ والا کہ زیادہ باہر نکلی ہوگی اور نہ پچکی ہوئی ہوگی۔ اگر تم کو اشتباہ ہو تو جان لو (کہ دجال کانا ہے اور تمہارا رب کانا نہیں ہے۔“

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ صحابہ کرامؓ کو خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوگئے۔ آپ ﷺ نے حمد وثناء بیان کی جیسا کہ بیان کرنے کا حق ہے۔ پھر آپ ﷺ نے دجال کا تذکرہ کیا اور فرمایا:

”انی انذر کموہ وما من نبی الا وقد انذر قومہ لقد انذر نوح قومہ ولکن سأقول لکم فیہ قولاً لم یقل نبی لقومہ تعلمون انہ اعور وان اللہ لیس باعور“

(بخاری کتاب الجہاد)

ترجمہ: ”میں تمہیں اس (دجال) سے ڈراتا ہوں۔ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا نہ ہو۔ یقیناً حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا تھا۔ لیکن میں تمہیں دجال کے بارے میں ایک ایسی بات بتا رہا ہوں جو کہ کسی نبی نے اس سے پہلے اپنی قوم کو نہیں بتائی۔ تم جان لو کہ دجال کانا ہے اور (معاذ اللہ) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کانا نہیں ہے۔“

صرف صحاح ستہ میں بہت ساری احادیث ہیں جو دجال کے شخص معین ہونے پر دلالت کرتی ہیں، اختصار کے پیش نظر صرف یہ دو ذکر کیں۔ مسلمانوں کے علاوہ عیسائی دنیا بھی جس دجال کو اپنی کتابوں کے حوالے سے جانتی ہیں وہ ایک معین شخص ہے نہ کہ صفت یاجوج ماجوج اور امریکا، غامدی صاحب کو صاحب قرآن کی دجال کے حوالے سے یہ احادیث ماننی چاہئے۔ قادیانیوں کی طرح معقولیت کے ڈھکوسلوں اور ظاہر پرستی کے بھول بھلیوں میں پڑنے کی بجائے امت مسلمہ کے اجماعی مؤقف کو تسلیم کرلینا چاہئے۔

جہاد فی سبیل اللہ:

امت مسلمہ کا عقیدہ ہے کہ جہاد کا مسئلہ جو قرآن، احادیث اور آثار میں بیان ہوا ہے بالکل برحق ہے۔ اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ قیامت تک فرض رہے گا۔ ”علی وجود الشرائط“ جہاد کے متعلق غامدی کا نظریہ اور مرزا غلام احمد قادیانی کا نظریہ سراسر مماثل ہے۔ دونوں جہاد کا انکار کرتے ہیں۔ جاوید غامدی لکھتے ہیں:

”انہیں (نبی کریم ﷺ اور صحابہؓ) قتال کا جو حکم دیا گیا اس کا تعلق شریعت سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے قانون اتمام حجت سے ہے۔“

(میزان، ص۲۶۴)

مزید لکھتے ہیں:

”یہ بالکل قطعی ہے کہ منکرین حق (کفار) کے خلاف جنگ اور اس کے نتیجے میں مفتوحین پر جزیہ عائد کر کے انہیں محکوم اور زیردست بنا کر رکھنے کا حق اب ہمیشہ کے لئے ختم ہوگیا ہے۔“ (میزان، ص۲۷۰)

لوگوں کی تکفیر اور ان کے خلاف محض ان کے کفر کی وجہ سے جنگ اور اس کے نتیجے میں مفتوحین کو قتل کرنے یا ان پر جزیہ عائد کر کے انہیں محکوم اور زیردست بنا کر رکھنے کا حق بھی آپ ﷺ اور

آپ ﷺ کے صحابہ کے دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا ہے۔ قیامت تک کوئی شخص اب نہ دنیا کے کسی قدم پر اس مقصد سے حملہ کر سکتا ہے اور نہ کسی مفتوح کو محکوم بنا کر اس پر جزیہ عائد کرنے کی جسارت کر سکتا ہے

(ماہنامہ اشراق اگست ۲۰۰۹ء)

غامدی صاحب کی تحریر یہ ظاہر کرتی ہے کہ جہاد دور نبوت میں ہوا ہے۔ اس کے بعد اگر کسی مسلمان نے کچھ لوگوں کو غلطی سے کافر سمجھ کر ان کے خلاف جہاد۔ وقتال کیا یا ان سے مال غنیمت حاصل کیا۔ یا ان سے جزیہ وصول کیا تو ان کے یہ سارے کام غیر شرعی، غیر اخلاقی اور خلاف قرآن ہیں۔ اس لئے کہ دور نبوت کے بعد جہاد کی حقیقت نہ رہی۔ یہ محض جھگڑا اور تخریب کاری ہے۔ جہاد کے متعلق یہی نظریہ جاوید غامدی کے پیش رو مرزا قادیانی کا بھی تھا۔ اس نے کہا

اب چھوڑ دو اے دوستو! جہاد کا خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

نیز لکھتا ہے:

”یہ بات تو اچھی ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ کی مدد کی جائے اور جہاد کے خراب مسئلہ کے خیال کو دلوں سے مٹایا جائے۔“ (ازالہ احمدی ص ۴۴)

مرزا قادیانی نے انگریز سرکار کی خوشنودی کی خاطر جہاد کو حرام قرار دیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آج غامدی صاحب امریکہ، یورپی یونین، اسرائیل اور بھارت کی رضا اور تعاون حاصل کرنے کے لئے جہاد وقتال کے فریضے کا انکار کر رہے ہیں اور اسے حرام اور خلاف شرع قرار دے رہے ہیں۔ دیکھئے! کس قدر مشابہت اور مماثلت ہے۔ مرزا قادیانی اور جاوید غامدی کے درمیان کہ دونوں ہی بیک زبان جہاد کو حرام کہہ رہے ہیں۔ جہاد کی فرضیت اور یوم قیامت تک جاری رہنے کے قرآن کریم کی دو آیتیں اور ایک حدیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔

۱...... ”کتب علیکم القتال (بقرۃ:۲۱۶)“ ﴿اے مسلمانو! تم پر قتال (جہاد) فرض کیا گیا ہے۔﴾

۲...... ”قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الآخر (توبہ:۲۹)“ ﴿(اے مسلمانو!) تم لڑو ان اہل کتاب سے جو نہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ آخرت کے دن پر جو ان چیزوں کو حرام نہیں سمجھتے۔ جنہیں اللہ اور اس کے رسول نے حرام قرار دیا ہے اور نہ سچے دین کو مانتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ مغلوب ہو کر خود اپنے ہاتھوں سے جزیہ دیں اور چھوٹے (ذلیل) بن کر رہیں۔﴾

”عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ من مات ولم یغز ولم یحدث بہ نفسہ مات علیٰ شعبۃ من نفاق (صحیح مسلم)“ ﴿قادیانی فتنہ انگریزوں کے اشارے پر برپا کیا گیا تھا تاکہ مسلمانوں کے دل سے جذبہ جہاد کو ختم کیا جا سکے۔﴾

قادیانی ذریت انگریزوں کی نمک خواری کا پورا پورا حق ادا کیا اور جہاد کو حرام قرار دے دیا۔ آج کل جاوید غامدی صاحب وہی کام کر رہے ہیں۔ اپنے آقاؤں کی غم خواری اور نمک حلالی کر رہے ہیں۔

(جاری ہے)

قیامت کی دس نشانیاں

حضرت حذیفہ بن اُسید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف جھانکا اور ہم مذاکرہ کر رہے تھے، فرمایا: کس چیز کا ذکر کر رہے ہو؟ عرض گزار ہوئے کہ قیامت کا، فرمایا کہ وہ قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ اس سے پہلے دس نشانیاں نہ دیکھ لو۔ آپ ﷺ نے دھواں، دجال، دابۃ الارض، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، حضرت عیسیٰؑ کا نزول، یاجوج ماجوج کا نکلنا، تین جگہ زمین کا دھنسنا یعنی مغرب، مشرق اور جزیرۃ العرب کا ذکر فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ آخر میں ایک آگ ہوگی جو یمن کی طرف سے نکلے گی اور لوگوں کو محشر کی طرف دھکیل کر لے جائے گی۔ دوسری روایت میں ہے قعر عدن سے آگ نکلے گی اور لوگوں کو محشر کی طرف ہانکے گی۔ تیسری روایت کے مطابق دسویں نشانی یہ ہوگی کہ ایک آندھی ہوگی جو لوگوں کو سمندر میں ڈال دے گی۔

ان احادیث کے آئینہ میں اپنے معاشرہ کا چہرہ دیکھیں کہ کتنا گرد آلود ہے، کیا ہمارے معاشرہ میں برائیوں کی کثرت نہیں ہے؟ فحاشی کے اڈے قائم نہیں ہیں؟ کیا ہمارے شہروں میں مغربی تہذیب کی یلغار نہیں ہو رہی ہے؟ یوم عاشقان جیسی اخلاق سوز تقریبات ہمارے مشرقی کلچر کا جزو نہیں بن رہی ہیں؟ زنا کی کثرت اور نیم عریاں لباس کا رواج عام نہیں ہے؟ کیا شراب نوشی اور اس کے مماثل نشہ آور اشیاء کا استعمال عام نہیں ہے؟ کیا مسجدوں میں دنیاوی باتیں اور شور و غل نہیں کئے جاتے ہیں؟ کیا آج حکومت کی باگ ڈور نااہلوں کے ہاتھ میں نہیں ہے؟ یقیناً ایسا ہی ہے تو پھر آخر اللہ کا قہر کیوں نہ نازل ہوگا؟؟

انتخاب: حافظ محمد سعید لدھیانوی

ایک روحانی سفر کی روئیداد

مولانا گوہر زمان شاکر، صوابی

عیدکی تعطیلات عموماً گھروں میں یا سیر وتفریح میں گزر جاتی ہیں۔ اس مرتبہ عیدالفطر پر ساتھیوں کی مشاورت سے ایک تاریخی سفر کا ارادہ کیا جو قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن دامت برکاتہم کی ملاقات کا ارادہ تھا، لہٰذا تقریباً ۸ ساتھیوں نے ۲۱رجولائی ۲۰۱۵ءکو رخت سفر باندھا۔ صبح سات بجے صوابی سے بذریعہ اے سی فلائنگ کوچ سے قافلہ روانہ ہوا، جس میں درجہ ذیل ساتھی موجود تھے: مولانا تاج نبی خان امیر جے یو آئی تحصیل ٹوپی، مفتی طاہر حسین کسان کونسلر، راقم الحروف گوہر زمان ضلعی ممبر یوتھ کونسلر، مفتی شفقت حسین، مفتی آدم خان، مولانا رشید احمد، مولانا غلام شبیر اور حافظ سیف اللہ۔ ساتھیوں کی مشاورت سے مولانا غلام شبیر امیر مقرر ہوئے جبکہ مفتی آدم خان ذمہ دار ومنتظم، یہ بھی طے ہوا کہ جتنے بھی اکابرین کے مزارات راستے میں موجود ہیں ان مزارات پر حاضری بھی دینی ہے۔ لہٰذا اب سے پہلے صوابی کی معروف ومشہور شخصیت حضرت مولانا عبدالہادی المعروف شاہ منصور باباجی مفسر قرآن کی قبر پر حاضری ہوئی اور فاتحہ خوانی کی۔

وہاں سے فراغت کے بعد یہ قافلہ خطیب سرحد جمعیت علماء اسلام کے سابق صوبائی امیر مولانا محمد امیر بجلی گھر کے مزار پر حاضر ہوا اور درہ آدم خیل میں ۱۴۰ شہداء کے اجتماعی قبرستان پر بھی حاضری دی۔ روح پرور منظر تھا ''شہداء کو سلام'' وہاں سے فارغ ہونے کے بعد کوہاٹ ٹنل کے ذریعہ یہ قافلہ کرک کی مشہور دینی درسگاہ اور منفرد مقام رکھنے والے حضرت مولانا عبدالغفور صاحب کے مدرسہ میں حاضر ہوئے۔ ظہر کی نماز وہاں پڑھی، مدرسہ کا تفصیلی معائنہ کیا۔ حضرت مولانا عبدالغفور صاحب نے خشک میوہ کے ذریعہ تواضع کی۔ کھانے کا اصرار کیا لیکن کرک کے ایک ساتھی کے ہاں کھانا پہلے سے طے تھا۔ مدرسہ سے رخصت ہوتے وقت مولانا عبدالغفور صاحب نے تمام قافلہ والوں کو ایک ایک رومال، ایک ایک سرکہ کی بوتل اور نمک کے پیکٹ دیئے۔ وہاں سے فارغ ہونے کے بعد گاؤں اودین شاہ کرک کے ایک ساتھی نے پرتکلف ظہرانے کا اہتمام کیا تھا، اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔

وہاں سے یہ تاریخی قافلہ حضرت مولانا محسن شاہؒ کے مدرسہ جامعہ حلیمہ لکی مروت پہنچ گیا، وہاں عصر کی نماز پڑھی جبکہ مغرب بھی وہاں ادا کی۔ مدرسہ کیا تھا ایک روحانی مرکز، حضرتؒ کے مزار پر حاضری اور جائے شہادت کا دیدار کیا۔ صحابہ کرامؓ کا دور یاد آیا۔ ہمارے اکابر کیا ہیں؟ اللہ اکبر! یہاں سے آگے چلے تقریباً رات ساڑھے نو بجے یہ قافلہ قائد ملت اسلامیہ، قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن دامت برکاتہم کے گاؤں واقع عبدالخیل پہنچ گیا، عشاء کی نماز پڑھی۔ مولانا فضل الرحمن صاحب کی طبیعت زیادہ گرمی اور کارکنوں کے رش اور ملاقاتوں کی وجہ سے ناساز تھی اور انہوں نے عصر اور مغرب کی نماز گھر میں ادا کی تھی، لیکن اللہ جزائے خیر دے حضرت مولانا زکریا صاحب ڈپٹی کنوینر JTI پاکستان کو کہ صاحبزادہ اسجد محمود سے رابطہ کیا اور پھر طبیعت کی ناسازی کے باوجود حضرت اقدس نے شفقت فرماتے ہوئے صوابی کے ساتھیوں کو خصوصی طور پر بلوایا۔ رات کو خصوصی ملاقات ہوئی پھر تمام ساتھیوں کے ساتھ باہر گیارہ بجے تک مجلس منعقد ہوئی۔ صبح قائد جمعیت مدظلہ نے خود نماز پڑھائی اور پھر تقریباً دو گھنٹے مجلس کا انعقاد ہوا، اس کے باوجود تشنگی اب بھی باقی ہے، قائد کی مجلس اللہ اکبر! شفقت بھری محفل، مدتوں یاد رہے گی یہ داستان۔

وہاں سے فارغ ہونے کے بعد قافلہ فقیہہ ملت، مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ کے مزار پر حاضر ہوا۔ وہاں سے خانقاہ یٰسین زئی (پنیالہ) میں مولانا مفتی محمودؒ کے والد صاحب کی قبر پر اور خانقاہ کے دیگر مرشدین کی قبور پر حاضری ہوئی۔ اللہ سے دین کی خدمت کے لئے قبولیت کی دعائیں کیں۔

اس کے بعد یہ قافلہ حضرت خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمدؒ کی خانقاہ، خانقاہ سراجیہ کے لئے روانہ ہوا۔ وہاں پہنچ کر صاحبزادہ مولانا خلیل احمد مدظلہ کی مجلس ذکر میں حاضری ہوئی۔ اولیاء کے مزارات پر حاضری دی، تمام ساتھی نفل وغیرہ پڑھ کر اور کچھ دیر خانقاہ کے انوارات سے مستفید ہو کر روانہ ہوئے، اب یہ قافلہ محدث دوراں شمس العارفین، مجدد وقت حضرت مولانا حسین علیؒ واں بھچراں کے مزار مبارک پر حاضر ہوا۔ اللہ اکبر! ۱۹۴۴ء میں وفات پانے والی یہ مبارک ہستی جہاں آج بھی آبادی خال خال ہے، آدمی حیران رہ جاتا ہے کہ اس وقت ان کے لئے طالب علم کہاں سے آئے؟ حالانکہ کے پی کے (خیبر پختونخوا) کے مشہور ومعروف مشائخ سب کے سب ان کے شاگرد ہیں، لیکن عنداللہ قبولیت ہی عجیب چیز ہے، وہاں پر پہنچ کر سب حیران ہوئے کیونکہ آج کل تو وہاں ویرانہ ہے، کوئی بھی نہیں، بس صرف حضرتؒ اور ان کے بیٹے مولانا عبدالرحمن کا مزار ہے، اللہ ان کو درجات عالیہ نصیب فرمائے۔ وہاں ظہر کی نماز بھی اسی مسجد میں پڑھی، جہاں شیخ شاہ منصور غورغشتوی باباجی، شیخ پیر شیخ اور دیگر اکابر نے حضرت مولانا مرحوم سے دورۂ تفسیر پڑھا۔ نماز کے بعد ساتھیوں کی مشاورت سے یہ قافلہ اپنی منزل کی طرف واپس روانہ ہوا۔ تقریباً رات ساڑھے نو بجے ہم اپنے گاؤں پہنچے۔ اللہ تعالیٰ اکابرین کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ☆☆☆

قادیانیوں کو دعوتِ فکر

مولانا عبدالرؤف، مبلغ ختم نبوت کراچی

آج سے تقریباً پونے صدی قبل ہندوستان کی سرزمین ضلع گورداس پور کے قصبہ قادیان میں مرزا غلام احمد پیدا ہوا۔ مرزا غلام احمد قادیانی ایک مسلمان گھرانے میں پیدا ہوا وہ خود بھی مسلمان تھا، لیکن عمر کا چالیس سال کا عرصہ گزارنے کے بعد اس کے دماغ میں کچھ شیطانی خیالات ابھرنے شروع ہوئے، جو آہستہ آہستہ بڑھتے رہے، سب سے پہلے اس نے مسلمان معاشرے میں اپنے آپ کو مناظر اسلام کی حیثیت سے پیش کیا اور عیسائیوں، آریوں اور دیگر غیر مسلموں سے چند ایک مناظرے کئے۔ اس طور پر مرزا غلام احمد قادیانی ایک اچھے لبادے میں مسلمانوں کے درمیان ابھرنے لگا اور عام مسلمان بھی اس کو اپنا خیرخواہ سمجھ کر اس کے قریب آنے لگے، حالات سازگار دیکھ کر مرزا غلام احمد قادیانی نے ملہم من اللہ اور مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کردیا اور وہ سادہ لوح مسلمان جو دین کی بنیادی باتوں سے ناواقف تھے وہ اس فتنہ کا شکار ہوگئے، لیکن دوسری طرف علماء کرام نے اس فتنہ کو بھانپ لیا اور سب سے پہلے لدھیانہ کے علماء مولانا عبداللہ لدھیانویؒ اور مولانا محمد لدھیانویؒ نے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس پیروکاروں پر کفر کا فتویٰ لگایا، لیکن اس کے باوجود یہ فتنہ پھلتا پھولتا رہا اور بتدریج ان گنت دعاوی کرنے کے بعد ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہونے کا دعویٰ کیا اور پھر ۱۹۰۱ء میں باقاعدہ محمد رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کردیا، یہاں تک کہ اپنے آپ کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، اس ملعون کی چند کفریہ عبارتیں پیش کی جاتی ہیں جن سے آپ بخوبی اندازہ لگالیں گے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا کفر کس درجہ کا تھا؟ اسی وجہ سے محدث العصر حضرت علامہ سید انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ: ''مرزا قادیانی کا کفر فرعون، ہامان، اور ابی بن خلف کے کفر سے زیادہ بڑھا ہوا ہے۔'' اس کے چند فرمودات ملاحظہ فرمائیں:

☆...... ''میں (مرزا قادیانی) نے خواب میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں، میں نے یقین کرلیا کہ میں وہی ہوں۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص:۵۶۴، روحانی خزائن ج:۵، ص:۵۶۴)

☆...... ''وہ خدا جس کے قبضہ میں ذرہ ذرہ ہے اس سے انسان کہاں بھاگ سکتا ہے، وہ فرماتا ہے کہ میں چوروں کی طرح پوشیدہ آؤں گا۔'' (تجلیات الٰہیہ ص:۴، خزائن ج:۲۰، ص:۳۹۶)

☆...... عربی عبارت کا ترجمہ ہے:

''اے مرزا تو مجھ سے میری اولاد جیسا ہے۔'' (اربعین نمبر۴ ص:۱۹ حاشیہ خزائن ج:۱۷ ص:۴۵۲)

☆...... ''مجھ سے میرے رب نے بیعت کی۔'' (دافع البلاء ص:۶، خزائن ج:۱۸، ص:۲۲۷)

☆...... ''نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اشاعت دین مکمل طور پر نہ کرسکے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دین کی اشاعت مکمل نہ ہوسکی، میں نے پوری کی ہے۔'' (تحفہ گولڑویہ ص:۱۰۱، حاشیہ خزائن ج:۱۷، ص:۲۶۳)

مرزا قادیانی کا بیٹا کہتا ہے:

''یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کرسکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے، حتی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ سکتا ہے۔'' (اخبار الفضل قادیان، مورخہ ۱۷ رجولائی ۱۹۲۲)

قادیانی شاعر نے مرزا قادیانی کی مجلس میں یہ نظم پڑھی، جسے مرزا قادیانی نے بہت پسند کیا:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد جس نے دیکھنے ہوں اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(اخبار بدر قادیان، مورخہ ۲۵ راکتوبر ۱۹۰۶ء)

☆...... ''آسمان سے کئی تخت اترے مگر تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا۔'' (مرزا قادیانی کا الہام مندرجہ تذکرہ، ص:۳۳۹)

زندہ شد ہر نبی بآمدنم
ہر رسول نہاں بہ پیراہنم

(نزول مسیح ص:۱۰۰، خزائن ج:۱۸، ص:۴۷۸)

ترجمہ: ''زندہ ہوا ہر نبی تیری آمد سے، تمام رسول میرے کرتہ میں چھپے ہوئے ہیں۔''

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفاں نہ کمترم زکسے

(نزول المسیح، ص:۹۹، خزائن، ج:۱۸، ص:۴۷۷)

ترجمہ: ''اگرچہ دنیا میں بہت سارے نبی ہوئے ہیں، مگر علم وعرفان میں میں کسی سے کم نہیں ہوں۔''

مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ان الفاظ کے ساتھ ہرزہ سرائی کرتا ہے۔

(باقی صفحہ 24 پر)

فضائلِ تجارت

مفتی محمد راشد ڈسکوی

ایک غلط ذہن کی اصلاح:

موجودہ دور میں ایک دین دار طبقہ کم عقلی اور بے دینی کی وجہ سے یہ ذہن رکھتا ہے کہ محنت کرنے اور کمانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اللہ تعالیٰ تو رزق دینے میں ہماری محنت کے محتاج نہیں ہیں، وہ ایسے بھی دینے پر قادر ہیں، لہٰذا ہمیں کچھ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، ہم تو اعمال کے ذریعے اللہ سے لیں گے، اسباب کے ذریعے نہیں۔ تو اس بارے میں اچھی طرح جان لینا چاہیے کہ ایک ہے اسباب کا اختیار کرنا اور انہیں استعمال کرنا، اور ایک ہے ان اسباب کو دل میں اتارنا، اور ان پر یقین رکھنا؛ پہلی چیز کو اپنانا محمود اور مطلوب ہے اور دوسری چیز کو اپنانا مذموم ہے، ہماری محنت کا رُخ یہ ہونا چاہیے کہ ہم ان اسباب کی محبت اور یقین دل سے نکالیں اور اس کے برعکس یقین اللہ تعالیٰ پر رکھیں، کہ ہماری ہر طرح کی ضروریات پوری کرنے والی ذات: اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، وہ چاہے تو اسباب کے ذریعے ہماری حاجات وضروریات پوری کر دے اور چاہے تو ان اسباب کے بغیر محض اپنی قدرت سے ہماری ضروریات وحاجات پوری کر دے، وہ اس پر پوری طرح قادر اور خود مختار ہے۔ البتہ! ہم اس دارالاسباب میں اسباب اختیار کرنے کے پابند ہیں، تاکہ بوقتِ حاجت وضرورت ہماری نگاہ وتوجہ غیر اللہ کی طرف نہ اٹھ جائے۔

اس بات میں تو کوئی شک وشبہ ہے ہی نہیں کہ اللہ رب العزت ہماری محنتوں کے محتاج نہیں ہیں، لیکن کیا شریعت کا مزاج اور منشا بھی یہی ہے؟! کہ ہم ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہیں، بالخصوص جب، اس ترکِ اسباب کا نتیجہ یہ نکلتا ہو کہ بیوی، بچوں اور والدین کے حقوق تلف ہوتے ہیں اور یہ غیروں کے اموال کی طرف حرص وہوس کے ساتھ دیکھتا رہتا ہے، تو یاد رکھیں کہ اس طرح کے لوگوں کو شریعت اس طرزِ عمل کی تعلیم نہیں دیتی، بلکہ سیرت نبوی اور سیرت صحابہ تو حلال طریقے سے کسبِ معاش کی تعلیم دیتی ہے، ایسے بے شمار واقعات ہیں جن سے یہ سبق ملتا ہے کہ اپنا کر کے کھاؤ، دوسرے کے سامنے ہاتھ نہ پھیلاؤ، یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ تونگری کی وجہ سے آج کے دور میں ہمارا دین وایمان محفوظ رہے گا، ورنہ اندیشہ ہے کہ اختیاری فقر وفاقہ کہیں کفر وشرک کے قریب ہی نہ لے جائے۔ ہاں اولیاء اللہ اور یقین وتوکل کے اعلیٰ درجہ پر فائز لوگوں کا معاملہ اور ہے۔

حضرت سفیان ثوریؒ کی زریں نصائح:

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ گزشتہ زمانہ میں مال کو بُرا سمجھا جاتا تھا، لیکن جہاں تک آج کے زمانہ کا تعلق ہے تو اب مال ودولت مسلمانوں کی ڈھال ہے، حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر یہ درہم ودینار اور روپیہ پیسہ نہ ہوتا تو یہ سلاطین وامراء ہمیں دست وپا بنا کر ذلیل وپامال کر ڈالتے، نیز! انہوں نے فرمایا: کسی شخص کے پاس اگر تھوڑا بہت بھی مال ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ اس کی اصلاح کرے کیوں کہ ہمارا یہ زمانہ ایسا ہے کہ اس میں اگر کوئی محتاج ومفلس ہوگا تو اپنے دین کو اپنے ہاتھ سے گنوانے والا سب سے پہلا شخص وہی ہوگا۔

"عن سفيان الثوري رحمه الله قال: كَانَ الْمَالُ فِيمَا مَضَى يُكْرَه، فأمّا الْيَومَ فهو تُرْسُ الْمُؤمِنِ، وقال: لو لا هٰذِهِ الدَّنَانِيرُ لَتَمَنْدَلَ بِنَا هٰؤلآء الْمُلُوكُ، وقال: مَن كَانَ فِي يدِهِ مِن هٰذِهِ شيئٌ فَلْيُصلِحْهُ، فإنّه زَمانٌ إنِ احْتَاجَ كَانَ أوّلُ مَنْ يَبْذُلُ دِينَهُ." (حلية الأولياء، طبقات الأصفياء، سفيان الثوري، ٦/ ٣٨١)

توضیحات شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے: "فیما مضی یکرہ": یعنی پچھلے زمانہ میں مال ودولت کو ناپسند کیا جاتا تھا، مؤمن اور متقی حضرات مال کو مکروہ سمجھتے تھے، کیوں کہ عام ماحول زہد وتقویٰ کا تھا، لوگ غریب وفقیر کو ذلیل وحقیر نہیں سمجھتے تھے، مالی کمزوری کی وجہ سے اس کے ایمان کو تباہ نہیں کرتے تھے، نیز بادشاہ اور حکمران بھی اچھے ہوتے تھے، جو غریب کو سنبھالا دیتے تھے، اس لیے لوگ مال ودولت اکٹھا نہیں کرتے تھے اور اکٹھا کرنے کو معیوب سمجھتے تھے، مگر اب معاملہ اس کے برعکس ہے کہ غریب وفقیر آدمی کو معاشرہ میں ذلیل وحقیر سمجھتے ہیں، اور پیسے کی بنیاد پر اس کے ایمان کو خریدا جاتا ہے، نیز! حکمران بھی خیر خواہ نہیں رہے، تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ غریب آدمی مالداروں اور حکمرانوں کا دستِ نگر اور دست وپا بن جائے گا، اور ان کے ہاتھ صاف کرنے اور میل کچیل صاف کرنے کے لیے تولیہ اور رومال بن جائے گا۔

پھر مزید لکھا ہے: جس شخص کے پاس اس مال میں سے کچھ بھی ہو وہ اس کی اصلاح کرے، مطلب یہ کہ تھوڑا پیسہ بھی ہو تو اس کو کسی کاروبار میں لگا دے یہ اس کی ترقی وبڑھوتری ہے، یا پھر اصلاح کا مطلب یہ

ہے کہ اس کو قناعت کے ساتھ خرچ کرے، اسراف نہ کرے۔ (۷/۵۰۲، مکتبہ عصریہ، کراچی)

کمائی کے ذرائع:

کسب معاش کے بہت سے ذرائع ہیں، ان میں سے کون سا افضل ہے؟! اس کی تعیین میں سلف صالحین کا اختلاف ہے، اس بارے میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ کی ایک بہترین کتاب ”فضائل تجارت“ سے خلاصۃً کچھ بحث ذیل میں نقل کی جاتی ہے۔

حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ فرماتے ہیں:

”میرے نزدیک کمائی کے ذرائع تین ہیں: تجارت، زراعت اور اجارہ۔ اور ہر ایک کے فضائل میں بہت کثرت سے احادیث ہیں، بعض حضرات نے صنعت وحرفت کو بھی اس میں شامل کیا ہے، جیسا کہ اوپر گزرا۔ میرے نزدیک وہ ذرائع آمدنی میں نہیں، اسبابِ آمدنی میں ہے اور آمدنی کے اسباب بہت سے ہیں: ہبہ ہے، میراث ہے، صدقہ ہے، وغیرہ وغیرہ۔ جنہوں نے اس کو کمائی کے اسباب میں شمار کیا، میرے نزدیک صحیح نہیں، اس لیے کہ نرا صنعت وحرفت کمائی نہیں ہے، کیوں کہ اگر ایک شخص کو جوتے بنانے آتے ہیں یا جوتے بنانے کا پیشہ کرتا ہے، وہ جوتے بنا بنا کر کوٹھی بھر لے، اس سے کیا آمدنی ہوگی؟ یا تو اس کو بیچے گا یا (پھر یہ جوتے) کسی کا نوکر ہو کر اس کا (مال) بنائے۔ یہ دونوں طریقے تجارت یا اجارہ میں آ گئے، اور اس سے بھی زیادہ قبیح ”جہاد“ کو کمائی کے اسباب میں شمار کرنا ہے، اس لیے کہ جہاد میں اگر کمائی کی نیت ہوگی تو جہاد ہی باطل ہے......... میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ میرے نزدیک تجارت افضل ہے، وہ بحیثیت پیشہ کے ہے، اس لیے کہ تجارت میں آدمی اپنے اوقات کا مالک ہوتا ہے، تعلیم وتعلم، تبلیغ، افتاء وغیرہ کی خدمت بھی کر سکتا ہے، لہٰذا اگر اجارہ دینی کاموں کے لیے ہو تو وہ تجارت سے بھی افضل ہے، اس لیے کہ وہ واقعی دین کا کام ہے، مگر شرط یہ ہے کہ وہی دین کا کام مقصود ہو اور تنخواہ بدرجۂ مجبوری ہے۔ میرے اکابرِ دیوبند کا زیادہ معاملہ اسی کا رہا، اور اس کا مدار اس پر ہے کہ کام کو اصل سمجھے اور تنخواہ کو اللہ کا عطیہ، اس لیے اگر کسی جگہ پر کوئی دینی کام کر رہا ہو، تدریس، افتاء وغیرہ اور اس سے زیادہ کسی دوسرے مدرسہ میں تنخواہ ملے، تو پہلی جگہ کو محض کثرتِ تنخواہ کی وجہ سے نہ چھوڑے۔ میں نے جملہ اکابر کا یہ معمول بہت اہتمام سے ہمیشہ دیکھا، جس کو آپ بیتی نمبر ۶، صفحہ ۱۵۵ میں لکھوا چکا ہوں کہ انہوں نے اپنی تنخواہوں کو ہمیشہ اپنی حیثیت سے زیادہ سمجھا......... درحقیقت میرے اکابر کے بہت سے واقعات اس کی تائید میں ہیں کہ تنخواہ اصل یا معتد بہ چیز نہیں سمجھتے تھے۔ جیسا میں نے اوپر لکھا: اور تنخواہ محض عطیہ الٰہی سمجھتے تھے، جو ہم لوگوں میں بالکل مفقود ہے، یہی وہ چیز ہے جس کی بنا پر میں اجارۂ تعلیم کو سب انواع سے افضل لکھا ہے......... اس ملازمت کے بعد تجارت افضل ہے۔ اس لیے کہ تاجر اپنے اوقات کا حاکم ہوتا ہے، وہ تجارت کے ساتھ دوسرے دینی کام تعلیم، تدریس، تبلیغ وغیرہ بھی کر سکتا ہے، اس کے علاوہ تجارت کی فضیلت میں مختلف آیات واحادیث ہیں، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”إن اللّٰه اشترى من المؤمنين أنفسهم وأموالهم بأن لهم الجنة.“ (التوبۃ:۱۱۱)

ترجمہ: خدا نے مؤمنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال خرید لیے ہیں (اور اس کے) عوض میں اُن کے لیے بہشت (تیار) کی ہے۔

اور بھی بہت سی آیات تجارت کی فضیلت میں ہیں، ان کے علاوہ احادیث میں ہے:

”التاجر الصدوق الأمين مع النبيين والصديقين والشهداء.“ (سنن الترمذي، كتاب البيوع، التجار وتسمية النبي ﷺ إياهم، رقم الحديث: ۱۲۰۹)

سچا، امانت دار تاجر (قیامت میں) انبیاء، صدیقین اور شہدا کے ساتھ ہوگا۔

”إن أطيب الكسب كسب التجار الذين إذا حدثوا لم يكذبوا، وإذا ائتمنوا لم يخونوا، وإذا وعدوا لم يخلفوا، وإذا اشتروا لم يذموا، وإذا باعوا لم يمدحوا، وإذا كان عليهم لم يمطلوا، وإذا كان لهم لم يعسروا.“ (شعب الإيمان للبيهقي، الرابع والثلاثون من شعب الإيمان وهو باب في حفظ اللسان، رقم الحديث: ۴۸۵۴)

بہترین کمائی اُن تاجروں کی ہے، جو جھوٹ نہیں بولتے، امانت میں خیانت نہیں کرتے، وعدہ خلافی نہیں کرتے اور خریدتے وقت چیز کی مذمت نہیں کرتے (تاکہ بیچنے والا قیمت کم کر کے دے دے) اور جب (خود) بیچتے ہیں، تو (بہت زیادہ) تعریف نہیں کرتے (تاکہ زیادہ ملے) اور اگر ان کے ذمہ کسی کا کچھ نکلتا ہو تو ٹال مٹول نہیں کرتے اور اگر خود ان کا کسی کے ذمہ نکلتا ہو تو وصول کرنے میں تنگ نہیں کرتے۔

عن أنس رضي الله عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ: ”التاجر الصدوق تحت ظل العرش يوم القيامة.“ (إتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة،

كتاب الفتن، باب في التلاعن وتحريم دم المسلم، رقم الحديث: ۷۷۵۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سچ بولنے والا تاجر قیامت میں عرش کے سایہ میں ہوگا۔

عن أبي أمامة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: "إن التاجر إذا كان فيه أربع خصال طاب كسبه، إذا اشترى لم يذمّ، وإذا باع لم يمدح، ولم يدلّس في البيع، ولم يحلف فيما بين ذلك." (الترغيب والترهيب، كتاب البيوع، باب فضل التاجر الأمين والترغيب في الصدق في المعاملة، رقم الحديث: ۲۷۹۶)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جب تاجر میں چار باتیں آجائیں تو اس کی کمائی پاک ہوجاتی ہے، جب خریدے تو اس چیز کی مذمت نہ کرے اور بیچے تو (اپنی چیز کی بہت زیادہ) تعریف نہ کرے۔ اور بیچنے میں گڑبڑ نہ کرے اور خرید وفروخت میں قسم نہ کھائے۔

وعن حكيم بن حزام رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: "البيعان بالخيار ما لم يتفرقا، فإن صدقا البيعان وبيّنا بورك لهما في بيعهما، وإن كتما وكذبا، فعسى أن يربحا ربحاً، ويمحقا بركة بيعهما." (صحيح البخاري، كتاب البيوع، باب كان البائع بالخيار هل يجوز البيع، رقم الحديث: ۲۱۱۴)

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ خرید وفروخت کرنے والے کو (بیع توڑنے کا) حق ہے، جب تک وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹیں۔ اگر بائع ومشتری سچ بولیں اور مال اور قیمت کے عیب اور کھرے کھوٹے ہونے کو بیان کردیں تو ان کی بیع میں برکت ہوتی ہے اور اگر عیب کو چھپائیں اور جھوٹے اوصاف بتائیں تو شاید کچھ نفع تو کمالیں (لیکن) بیع کی برکت ختم کردیتے ہیں۔

أخرج سعيد بن منصور في سننه عن نعيم بن عبد الرحمن الأزدي ويحيى بن جابر الطائي مرسلاً، قال المناوي: رجاله ثقات، "تسعة أعشار الرزق في التجارة، والعشر في المواشي، يعني: النتاج." (نظام الحكومة النبوية المسمى التراتيب الإدارية، المقدمة الخامسة: باب ما ذكر في الأسواق، ۲/۱۲)

فرمایا: رزق کے نو حصے تجارت میں ہیں اور ایک حصہ جانوروں کی پرورش میں ہے۔

أخرج الديلمي عن ابن عباس رضي الله عنهما: "أوصيكم بالتجار خيراً، فإنهم بُرُدُ الآفاق وأُمَناءُ الله في الأرض." (نظام الحكومة النبوية المسمى التراتيب الإدارية، المقدمة الخامسة: باب ما ذكر في الأسواق، ۲/۱۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں تمہیں تاجروں کے ساتھ خیر کے برتاؤ کی وصیت کرتا ہوں، کیوں کہ یہ لوگ ڈاکیے اور زمین میں اللہ کے امین ہیں۔۔۔۔۔۔

تجارت کے بعد میرے نزدیک زراعت افضل ہے، زراعت کے متعلق حدیث میں آیا ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا کہ: ''کوئی مسلمان جو درخت لگائے یا زراعت کرے، پھر اس میں سے کوئی انسان یا پرندہ یا کوئی جانور کھالے تو یہ بھی اس کے لیے صدقہ ہے۔ اور مسلم کی روایت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اس میں سے کچھ چوری ہوجائے تو وہ بھی اس کے لیے صدقہ شمار ہوتا ہے۔

اور ضرورت کے اعتبار سے بھی زراعت اہم ہے، کیوں کہ اگر زراعت نہ کی جائے تو کھائیں گے کہاں سے؟!...... باقی اپنی زمین دوسرے کو دینا، مزارعت کہلاتا ہے، زراعت اور چیز ہے اور مزارعت اور چیز ہے۔ حاصل یہ ہے کہ قواعد شرعیہ کی رعایت ہر چیز میں ضروری ہے، جیسا کہ اس بارے میں أوجز المسالک: ۵/ ۲۲۰، باب کراء الأرض میں بہت لمبی بحث کی گئی ہے۔ اور شرعی حدود کی رعایت ان ہی تینوں میں نہیں بلکہ دین کے ہر معاملہ میں ضروری ہے۔...... ان سب کے بعد نہایت ضروری اور اہم امر یہ ہے کہ کسب کے بلکہ ہر عمل میں شریعت مطہرہ کی رعایت ضروری ہے، جس کو احیاء العلوم: ۲/ ۶۳ میں مستقل باب کے تحت بیان کیا ہے، چنانچہ امام غزالی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ

''بیع اور شراء کے ذریعہ مال حاصل کرنے کے مسائل سیکھنا ہر مسلمان پر واجب ہے، جو اس مشغلہ میں لگا ہوا ہو، کیوں کہ طلب علم کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور اس سے ان تمام مشاغل کا علم طلب کرنا مراد ہوگا، مشغلہ رکھنے والوں کو جن مسائل کی حاجت ہو۔ اور کسب کرنے والا کسب کے مسائل جاننے کا محتاج ہے اور جب اس سلسلہ کے احکام جان لے تو معاملات کو فاسد کرنے والی چیزوں سے واقف ہوجائے گا، لہٰذا ان سے بچے گا، اور ایسے شاذ ونادر مسائل جو باعث اشکال ہوں ان کے ہوتے ہوئے معاملہ کرنے میں سوال کرکے علم حاصل کرنے تک توقف کرے گا، کیوں کہ جب کوئی شخص معاملات کو فاسد کرنے والے امور کو اجمالی طور پر نہ جانے تو اسے یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ میں کس کے بارے میں توقف کروں اور سوال کرکے اس کو جانوں۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ

میں پیشگی علم حاصل نہیں کرتا، اس وقت تک کام کرتا رہوں گا جب تک کوئی واقعہ پیش نہ آجائے، جب کوئی واقعہ پیش آئے گا تو معلوم کرلوں گا، تو اس شخص کو جواب دیا جائے گا کہ جب تک تو اجمالی طور پر معاملات کو فاسد کرنے والی چیزوں کو نہ جانے گا تجھے کیسے پتہ چلے گا کہ مجھے فلاں موقع پر معلوم کرنا چاہیے۔ جسے اجمالی علم بھی نہ ہو وہ برابر تصرفات کرتا رہے گا اور ان کو صحیح سمجھتا رہے گا۔ لہٰذا علم تجارت سے اوّلاً اس قدر جاننا ضروری ہے کہ جس سے جائز و ناجائز میں تمیز ہو اور یہ پتہ چل سکے کہ کون سا معاملہ وضاحت کے ساتھ جائز ہے اور صحیح ہے، اور کس میں اشکال ہے۔" (ملخص من فضائل تجارت، ص:۲۸، ۲۰۰۷ء، مکتبۃ البشریٰ)

ان تفصیلات کے بعد ہم سب کے لیے ازحد ضروری ہے کہ ہم حدود شرعیہ کے اندر رہتے ہوئے کسب معاش کریں، اور حصول معاش سے قبل اس کا علم شرعی ضرور بالضرور حاصل کرلیں، مبادا یہ کہ یہ کمائی کل بروز قیامت ہمارے لیے وبال بن جائے اور ہماری آخرت برباد ہوجائے۔

یہی وجہ تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے بازار میں وہی شخص خرید وفروخت کیا کرے، جس نے اپنے اس کاروبار سے متعلق علم حاصل کرلیا ہو:

"لا يبيع في سوقنا إلا من قد تفقه في الدين." (سنن الترمذي، كتاب الصلاة، أبواب الوتر، فضل الصلاة على النبي، رقم الحديث: ٤٨٧)

اللہ رب العزت زندگی کے ہر ہر شعبے میں احکامات معلوم کرکے ان پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ☆☆☆

بقیہ: قادیانیوں کو دعوت فکر

☆...... "آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے، تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں، جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔" (ضمیمہ انجام آتھم، ص:۷، حاشیہ خزائن، ج:۱۱، ص:۲۹۱)

دین قیم اور دین حق اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں مرزائی کیا عقیدہ رکھتے ہیں؟ غور فرمائیں:

☆...... "جس اسلام میں (مرزا) پر ایمان لانے کی شرط نہ ہو اور آپ (مرزا) کے مسئلہ کا ذکر نہیں۔ اسے آپ (مرزا) اسلام ہی نہیں سمجھتے۔" (اخبار الفضل قادیان، مورخہ ۳۱ دسمبر ۱۹۱۴ء)

☆...... "مسیح موعود (مرزا ملعون) کے منکروں (مسلمانوں) کو مسلمان کہنا خبیث عقیدہ ہے، جو ایسا عقیدہ رکھے اس کے لئے رحمت الٰہی کا دروازہ بند ہے۔" (کلمۃ الفصل، ص:۱۲۵)

☆...... "ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور نہ ان کے پیچھے نماز پڑھیں کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔" (انوار خلافت، ص:۹۰)

معاذ اللہ! ثم معاذ اللہ ثم معاذ اللہ!!!

یہ تمام حوالہ جات "مشتے نمونہ خروارے" کے طور پر ذکر کیے گئے ہیں، ورنہ مرزائیوں کی کتابیں اس طرح کی کفریہ عبارتوں سے بھری پڑی ہیں اور انہی کفریہ عبارتوں کی وجہ سے علماء کرام نے ان پر کفر کا فتویٰ لگا کر ان کے کفر کو عوام الناس کے سامنے آشکارا کیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اللہ تعالیٰ کے سب سے چہیتے اور محبوب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک عظیم منصب ختم نبوت پر ڈاکا ڈالا تھا، خدا نے بھی پھر اس کو عبرت کا نشان بنایا اور ایک وقت میں بے شمار بیماریوں کا مجسمہ بن گیا، خود ان کی کتابوں میں جن بیماریوں کا ذکر ہے ان کی تعداد ایک ہی وقت میں ساٹھ تک پہنچی ہے۔ اندازہ لگائیں کہ اللہ تعالیٰ نہ کرے کسی شخص کو ایک وقت میں ساٹھ بیماریاں ہوں تو اس کی کیا حالت ہوگی؟ ان میں چند بیماریوں کے نام یہ ہیں:

ہسٹریا کا دورہ، خونی قے، مراق، نامردی، حافظہ کا ستیاناس، پاخانوں کی یلغار، مقعد سے خون، خارش، پچیش، ہیضہ وغیرہ اور بالآخر انہی بیماریوں کا شکار ہو کر ہیضہ کے مرض میں ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو یہ مردود آنجہانی جہنم مکانی ہوا۔

مرزا قادیانی کی موت کا منظر اس کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود کی زبانی ملاحظہ فرمائیں:

"والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا ملعون) کو دست پر دست آرہے تھے اور آخر میں اس قدر ضعف بڑھ گیا کہ بیت الخلاء نہ جاسکتے تھے تو میں نے چارپائی کے پاس ہی انتظام کردیا اور آپ وہیں بیٹھ کر فارغ ہوئے، پھر اٹھ کر لیٹ گئے اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر قے آئی، جب آپ قے سے فارغ ہوکر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ لیٹتے لیٹتے پشت کے بل چارپائی پر گرگئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہوگئی۔" (سیرۃ المہدی، ج:۱، ص:۱۱، ۱۲، روایت نمبر ۱۲)

آخر میں تمام مرزائیوں، قادیانیوں اور احمدیوں کو غور و فکر کی دعوت دیتا ہوں کہ خدارا! اپنے دل کی آنکھیں کھولیں۔ مرزا قادیانی کی اصل کتابیں پڑھیں اور پھر خود فیصلہ کریں کہ کیا یہ سچا مذہب ہوسکتا ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر آیئے سچے نبی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن تھامئے اور دنیا و آخرت کی کامیابی سمیٹئے۔

وما توفيقي الا بالله!! ☆☆☆

تحریکِ ختم نبوت.....آغاز سے کامیابی تک

قسط:۳۹

مسعود ساحر

قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی میں اپنی معروضات پیش کرتے ہوئے اٹارنی جنرل محترم یحییٰ بختیار کا مزید کہنا تھا:

"جناب والا! مرزا ناصر نے نماز اور شادی بیاہ کے متعلق بھی بہت سی باتیں کیں مگر میں اس وقت ایک دوسرے موضوع پر معروضات پیش کروں گا اور نماز، شادی بیاہ پر اس وقت گزارشات پیش کروں گا، جب اس موضوع پر آؤں گا۔ کیا مرزا غلام احمد نے اپنی الگ امت بنائی تھی یا اسلام کے اندر ہی ایک نئے فرقہ کا اضافہ کیا تھا؟ میرا مطلب ان کی علیحدگی پسند ذہنیت سے ہے، جس کے متعلق بہت کچھ کہا گیا ہے۔

جناب والا! مجھے وقت کی کمی کا احساس ہے، میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں، کیونکہ آخر اسی مسئلے پر اراکین خصوصی کمیٹی کو اس بات کی طرف لے جانا چاہتا ہوں جس کا میں پہلے ذکر کر رہا تھا، یعنی مرزا غلام احمد کا دعویٰ نبوت!۔"

محمود اعظم فاروقی: "اگر اتنی دیر بیٹھنا ہے تو میں برف ہو جاؤں گا مجھے ٹمپریچر بھی ہے۔"

چیئرمین: "اس کا بندوبست کرتا ہے۔"

میاں عطاء اللہ (وزیر تعلیم)! "فاروقی صاحب ٹھٹھرے ہوئے ہیں!"

اٹارنی جنرل: جناب والا! جیسا میں عرض کر چکا ہوں یہ ایک بہت ہی اہم پہلو ہے جو خصوصی توجہ کا متقاضی ہے، اگر فیصلہ خلاف ہوتا ہے تو یہ اس جماعت (قادیانی) پر اثر انداز ہوگا، مرزا غلام احمد نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور پھر کہا کہ نبی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ مرزا بشیر الدین محمود کی کتاب احمدیت اور سچا اسلام (Ahmediat or the True Islam) صفحہ ۲۸ کا حوالہ پیش کرتا ہوں:

"مختصراً نبی دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک وہ جو صاحب شریعت ہوتے ہیں، جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دوسرے وہ جو بنی نوع انسان کے گمراہ ہو جانے کے بعد اللہ کا قانون دوبارہ زندہ کرتے ہیں، جیسا کہ حضرت ایلیا، حضرت عیسیٰ، حضرت عزافیل، حضرت دانیال اور حضرت یسوع مسیح موعود نے بھی آخر الذکر نبیوں جیسا نبوت کا دعویٰ کیا اور وثوق کے ساتھ کہا کہ جس طرح حضرت یسوع حضرت موسیٰ کی شریعت کے آخری خلیفہ تھے، اسی طرح مسیح موعود اسلامی شریعت کے آخری خلیفہ ہیں، تحریک احمدیت کی اسلام کے دیگر فرقوں کے مقابلے میں وہی حیثیت ہے جو عیسائیت کی یہودیت کے مقابلے میں ہے۔"

جناب والا! یہاں پر ایک موازنہ کیا گیا ہے، وہ (مرزا غلام احمد) کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ بغیر شریعت کے نبی تھے، ان کا تعلق یہودی نسل سے تھا جو کہ حضرت موسیٰ کی شریعت پر کاربند تھے۔ آگے کہتا ہے کہ مرزا غلام احمد کی پیغمبر اسلام کے مقابلے میں وہی حیثیت ہے جو حضرت عیسیٰ کی حضرت موسیٰ کے مقابلے میں تھی۔

جناب والا! ہر مذہبی معاشرے میں اور مذہبی نظام کے مطابق کسی بھی نبی کے پیروکار اپنے نبی کی ذات کے گرد گھومتے ہیں، معاشرہ اسی طرح چلتا ہے، یہودی مذہب میں حضرت موسیٰ کی ذات ہے، عیسائی مذہب میں حضرت عیسیٰ ہیں اور اسلام میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے، جب حضرت عیسیٰ یہودی معاشرے میں تشریف لائے تو فرمایا:

"یہ خیال مت کرو کہ میں سابقہ قانون شریعت یا نبیوں کو رد کرنے کے لئے آیا ہوں، میں ان کی تردید نہیں تکمیل کرنے آیا ہوں۔"

جناب والا! اس فرمان کی اہمیت پر غور کریں: "میں (سابقہ) قانون شریعت یا نبیوں کو رد کرنے نہیں آیا، میں تو ان کا احیاء کرنا چاہتا ہوں۔"

یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے موسوی شریعت کی تعبیر کی اور "آنکھ کے بدلے آنکھ" اور "دانت کے بدلے دانت" کو "اپنا دوسرا رخسار پیش کرنے" کا بدل بنا دیا گیا اور حضرت عیسیٰ کے پیروکاروں نے کہا کہ یہ سب تو تورات میں پہلے سے موجود ہے، یہی تو حضرت موسیٰ کی تعلیم ہے، بالکل یہی مرزا غلام احمد نے شروع کیا۔ قرآن

کریم کی تعبیر کرتے ہوئے الفاظ کو نئے معنی پہنائے جیسا کہ ''خاتم النبیین'' اور حضرت عیسیٰ کی زندگی اور وفات سے متعلق آیات کے معانی ومطالب۔

جناب والا! یہ ہے موازنہ (حضرت عیسیٰ اور مرزا غلام احمد کی تعلیمات کا) آپ غور فرمائیں کہ جس وقت حضرت عیسیٰ کا ظہور ہوا تو یہودی معاشرے کا کیا بنا، حضرت عیسیٰ نے سابقہ شریعت کو بدل دیا، ان کے معاشرے میں سے کچھ لوگ حضرت عیسیٰ کے گرد جمع ہوگئے، کسی بھی معاشرے یا مذہبی نظام میں ایک محور ہوتا ہے، اس میں جب ایک اور محور کا اضافہ ہوگا کوئی اور ہستی آئے گی تو لازماً جھگڑے اور ناچاقیاں ہوں گی یا تو سارا نظام ہی تہہ وبالا اور برباد ہوجائے گا یا اس کا کچھ حصہ الگ ہوکر نیا الگ مذہب بنالے گا، جیسا کہ عیسائیت اور یہودیت کے مابین ہوا۔ میرا ذاتی تاثر یہ ہے کہ مرزا غلام احمد حضرت عیسیٰ کی روش اختیار کرنا چاہتا تھا تاکہ وہ جب کافی طاقت اور حمایت حاصل کرلے تو اعلان کرے کہ: ''میری اپنی الگ امت ہے'' یہ روش اس نے اختیار کی اور میں سمجھتا ہوں کہ یہی اس کا مقصد تھا، کافی شہادت ریکارڈ پر موجود ہے اور میں نے کتاب سے حوالہ دیا ہے، جس میں لکھا ہے کہ مرزا غلام احمد نے اپنے پیروکاروں کے لئے مکمل ضابطہ حیات چھوڑا ہے، اس کے علاوہ اس نے اپنے پیروکاروں کو شادی بیاہ کے متعلق احکامات جاری کئے۔ میں نے احمدی نامی کتاب سے حوالہ دیا ہے، جس کے صفحہ ۵۴ پر مندرج شادی بیاہ سے متعلقہ احکامات کو میں اعادہ کرتا ہوں:

''اسی سال جماعت کے سماجی رشتوں کی دستوری اور جماعت کے مخصوص خدوخال کی نگہداشت کی خاطر اس نے شادی بیاہ اور سماجی تعلقات کے لئے جاری کئے اور احمدیوں کو اپنی بیٹیوں کی شادیاں غیر احمدیوں کے ساتھ کرنے کی ممانعت کردی۔''

اگر آپ ایک ہی امت سے ہیں، بھائی بھائی ہیں تو پھر ایسے احکامات دیئے جاسکتے ہیں؟ اور یہ بھی کہتا ہے کہ میں امتی ہوں، وہی عقیدہ رکھتا ہوں، مگر جناب والا! اس (غلام احمد) نے نماز اور نماز جنازہ کے متعلق بھی احکامات جاری کئے، میرے پاس کئی ایک حوالہ جات ہیں، مگر میں آپ کا وقت ضائع نہیں کروں گا، یوں بھی کمیٹی یہ حوالہ جات سماعت کرچکی ہے، مرزا ناصر نے بڑی شدت سے یہ اصرار کیا کہ: ''ہم غیر احمدیوں کی نماز جنازہ اس لئے نہیں پڑھتے کہ مسلمانوں کے تمام فرقوں نے ہمارے خلاف فتوے دیئے ہیں، وہ ہمیں کافر کہتے ہیں، کفر کے ان فتوؤں کی گھن گرج میں ہم ان (مسلمانوں) کے جنازے میں شریک نہیں ہوسکتے۔''

وہ (مرزا ناصر) کئی روز تک اس بات پر مصر رہا اور اس طرح کئی دن ضائع ہوگئے، درحقیقت میں چاہتا تھا کہ مرزا ناصر صاف گوئی سے کام لے، اگر اس کا کوئی عقیدہ ہے تو صاف گوئی سے کہتا، ٹال مٹول کیوں ہو، لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس نے ٹال مٹول سے کام لیا اور بارہا یہی اصرار کیا کہ ان فتوؤں کی وجہ سے مسلمانوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے۔ قائد اعظم کی نماز جنازہ کے متعلق مرزا ناصر نے کہا کہ چونکہ علامہ شبیر احمد عثمانی نے ہمارے خلاف فتویٰ دے رکھا تھا، اس لئے سرظفر اللہ نماز جنازہ میں شریک نہ ہوا۔ میں نے سوال کیا کہ چلیں ایسا ہی سہی، یہ بتائیں کہ آپ نے اپنے امام کے پیچھے کسی اور جگہ پر (قائد اعظم کی) غائبانہ نماز جنازہ کیوں ادا نہ کی؟ تو مرزا ناصر نے جواب دیا: ''اسے معلوم نہیں (احمدیوں میں سے) کسی نے نماز جنازہ پڑھی یا نہیں۔'' اس نے جواب ٹال دیا، مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ سلسلہ کئی روز تک جاری رہا اور کمیٹی کو معلوم ہے کہ آخر کار کیا نتیجہ نکلا، اس (مرزا ناصر) کا خیال تھا کہ وہ فتوؤں کے بہانے میدان مارلیں گے، کیونکہ ایسے بے شمار فتوؤں سے مفر نہیں، لیکن آخر کار میرے ایک سوال پر حقائق سامنے آگئے، میں نے سوال کیا کہ کیا مرزا غلام احمد کا ایک بیٹا فضل احمد نام کا تھا جو احمدی نہیں ہوا تھا؟ مرزا ناصر نے کہا کہ ''یہ بات درست ہے'' میں نے سوال کیا کہ فضل احمد مرزا غلام احمد کی زندگی میں فوت ہوگیا تھا؟ جواب دیا: یہ بھی درست ہے۔ میں نے سوال کیا کہ کیا مرزا غلام احمد نے اپنے بیٹے فضل احمد کی نماز جنازہ پڑھی؟ مرزا ناصر نے جواب دیا: نہیں! میں نے سوال کیا کہ کیا فضل احمد نے مرزا غلام احمد کے خلاف کوئی فتویٰ دیا تھا؟ مرزا ناصر نے جواب دیا: نہیں! پھر میں نے پوچھا کہ کیا فضل احمد سے مرزا غلام احمد ناراض تو نہیں تھے؟ کیونکہ مرزا غلام احمد نے تو کہا تھا کہ ''بڑا فرمانبردار بیٹا تھا، اس نے کبھی شرارت نہیں کی اور یہ کہ ایک دفعہ میں بیمار پڑ گیا، جب میں نے آنکھیں کھولیں تو یہ بچہ (فضل احمد) کھڑا رو رہا تھا۔'' اب سب باتوں کے باوجود مرزا غلام احمد نے فضل احمد کی نماز جنازہ پڑھنے سے انکار کردیا کہ وہ اسے مسلمان نہیں سمجھتا تھا۔ مرزا غلام احمد اپنے بیٹے فضل احمد کو کافر سمجھتا تھا، چنانچہ فتوؤں کی تمام کہانیاں بے معنی ہوکر رہ گئیں۔

جناب والا! شادی بیاہ کا بھی یہی حال ہے، اس (مرزا ناصر) نے کہا کہ وہ ایسا اس لئے کرتے ہیں کہ مسلمان (مراد غیر احمدی) قادیانی لڑکیوں سے اچھا سلوک روا نہیں رکھتے اور وہ یعنی احمدی لڑکیاں دینی فرائض ''اسلام'' (مراد قادیانیت) کے احکامات کے مطابق ادا نہیں کرسکتیں۔'' یہ کس قدر

گستاخانہ اور توہین آمیز جواب ہے، اپنے اعتقادات کو سب سے بہتر سمجھنے والے انسان صرف احمدی ہی ہیں۔ دوسری جانب مرزا غلام احمد کہتا ہے کہ: ''ہاں مسلمان لڑکی کی شادی ایک احمدی سے ہوسکتی ہے، مگر احمدی لڑکی کی شادی غیر احمدی سے نہیں ہوسکتی، احمدی لڑکی مسلمان خاوند کے ساتھ خوش نہیں رہ سکتی، جبکہ مسلمان لڑکی احمدی خاوند کے ساتھ خوش رہ سکتی ہے۔''

جناب والا! ان (مرزا غلام احمد) کی طرف سے یہ خوشی اور ناخوشی کا دعویٰ بھی غلط ہے، کیونکہ ان کی اپنی چھوٹی سی کتاب ''کلمۃ الفصل'' جسے نہ معلوم میں کتنی مرتبہ پڑھ چکا ہوں، اس کے صفحہ ۱۶۹ پر مصنف مرزا بشیر احمد نے ان الفاظ میں وضاحت کی ہے:

''غیر احمدی سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں، ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا، ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا، اب باقی کیا رہ گیا؟ جو ہم ان کے ساتھ مل کر کرسکتے ہیں دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں، ایک دینی دوسرے دنیاوی، دینی تعلقات کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیاوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ ناطہ، سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیے گئے، اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں کہ نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔''

جناب والا یہی وجہ ہے کہ وہ ہمیں (مسلمانوں) کو اسی طرح سمجھتے ہیں جیسا کہ عیسائی، یہودیوں کو سمجھتے ہیں، وہ ہمیں وہی حیثیت دیتے ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے مقابلے میں یہودیوں اور نصاریٰ کو دیتے تھے۔ قادیانی مسلمانوں کو اسی طرح سمجھتے ہیں، جیسا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم یہودیوں اور عیسائیوں کو الگ الگ امت اور الگ قوم سمجھتے تھے، لیکن ان (یہودی عیسائی مردوں) سے شادی کی اجازت نہیں ہے؟ بالکل یہی پالیسی قادیانیوں نے مسلمانوں کے لئے اختیار کی ہوئی ہے، مزید یہ کہ میں نے مرزا ناصر سے علیحدگی کا رجحان رکھنے کے متعلق بار بار سوال کیا، وجہ یہ تھی کہ میں اسے (مرزا ناصر کو) پورا پورا موقع دینا چاہتا تھا کہ وہ واضح کرسکے کہ احمدیوں یا قادیانیوں میں اس قسم کا رجحان نہیں ہے، لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ قادیانیوں کے ہاں ایک متوازی نظام موجود ہے، بعینہٖ جیسا عیسائیت اور اسلام میں ہے، احمدیت کا اسلام کے مقابلے میں متوازی نظام موجود ہے اور یہ ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ (جاری ہے)

اعصاب اور مردانہ امراض کیلئے بہترین آزمودہ نسخہ
مکمل علاج، مکمل خوراک
قیمت 3000 روپے
وزن 600 گرام
فیصل
معجون قوتِ اعصاب زعفرانی
33 اجزا کا اکسیر مرکب

☆ خوشگوار زندگی کے لمحات مزید پر کیف
☆ اعضائے خاص کی تمام بیماریوں میں مفید
☆ قوت خاص اور امساک کے لئے نادر نسخہ
☆ ہضم کی درستگی اور پیدائش خون میں اضافہ کا ضامن
☆ جریان، احتلام، ہڈیوں، پٹھوں کی کمزوری اور تھکاوٹ کیلئے مفید
33 اجزا

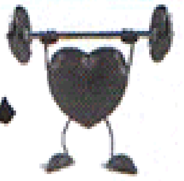
معجون تسکین دل
دل کے تمام امراض کے لیے مفید ہے۔
دل کے درد، شریانوں کی بندش، دل کی کمزوری، دل کی گھبراہٹ
دل کا بے ترتیب اور تیز چلنا، بلڈ پریشر کا کم یا زیادہ ہونا
اور دل کے دیگر امراض کی اصلاح کرتا ہے۔
قیمت 1200 روپے
جگر و معدہ کی اصلاح کرکے نیا خون پیدا کرتا ہے۔
وزن 500 گرام
عام جسمانی کمزوری میں بھی انتہائی مؤثر اور مفید ہے۔

پاکستان بھر میں فری ہوم ڈلیوری
0314-3085577
فیصل FOODS ستارہ پلازہ ڈی گراؤنڈ پیپلز کالونی فیصل آباد

عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے نویدِ مسرت

تقریباً 40 سال بعد پہلی مرتبہ مجاہدین وشہدائے ختم نبوت کی لازوال قربانیوں کا ثمرہ منظر عام پر!

- ★ قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی 21 روزہ کاروائی کی رپورٹ جسے حرف بہ حرف حکومت نے 21 حصوں میں شائع کیا
- ★ یہ سرکاری مستند دستاویز اپنے قاری کو حق وباطل کے معرکہ سے اسطرح روشناس کرتی ہے کہ مرزا غلام قادیانی کے پیروکاروں کے گروہ مرزا ناصر اور لاہوری گروپ کے گروؤں کی ذلت آمیز شکست کا عبرت ناک نظارہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔
- ★ یہ رپورٹ مرزا غلام قادیانی اور قادیانیت کے کذب اور دجل پر مہر اور ہر قادیانی ولاہوری کے لئے ''اتمام حجت'' ہے۔
- ★ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے پہلی مرتبہ انتہائی کاوش وعرق ریزی سے تحقیق وتخریج سے آراستہ کر کے سرکاری رپورٹ کو 5 جلدوں (2952 صفحات) میں شائع کر دیا ہے۔ جو کہ مجلس کے ہر دفتر سے صرف لاگت کے خرچہ -/1000 روپے پر دستیاب ہے علاوہ ڈاک خرچہ، نیز vp کی سہولت حاصل نہ ہوگی۔
- ★ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے سارے عالم میں اس ''اتمام حجت'' کو قائم کرنے کیلئے یہ پانچ جلدیں انٹرنیٹ پر ملاحظہ کرنے اور مفت محفوظ download کرنے کی سہولت بھی بہم پہنچا دی ہے۔

صرف ایک کلک سے ملاحظہ اور ڈاؤن لوڈ فرمائیں

www.amtkn.com/nareportv1.pdf
www.amtkn.com/nareportv2.pdf
www.amtkn.com/nareportv3.pdf
www.amtkn.com/nareportv4.pdf
www.amtkn.com/nareportv5.pdf

www.amtkn.com
www.khatm-e-nubuwwat.com
www.khatm-e-nubuwwat.info
www.laulak.info
www.facebook.com/amtkn313

ameer@khatm-e-nubuwwat.com, popalzai@amtkn.com

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ ملتان

061- 4783486
0300-4304277